29

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

20 تا 26 صفر المظفر 1448ھ / 4 تا 10 اگست 2026ء

اس شمارے میں

اُمتِ مسلمہ کی حالتِ زار اور راہِ نجات

اللہ کے ہاں مقبولیت کا حقیقی سرچشمہ: ایمان اور اعمالِ صالحہ

اُمتِ مسلمہ کی حالتِ زار اور اہلِ دین کی ذمہ داری

سدا بادشاہی صرف اللہ کی!

...... اٹھتے ہیں بار بار

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت (8)

پاکستان کی بقا کی بنیاد: اسلام

پاکستان کے مسلمانوں میں مقاصد کی یکجہتی اور ہم آہنگی صرف مسلم قومیت کے تصور اور محض قوم پرستانہ جذبے کی بنیاد پر پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ انہیں کوئی شے "بنیان مرصوص" (یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار) بنا سکتی ہے تو صرف وہ مذہبی جذبہ ہو سکتا ہے جو اسلام کے ساتھ حقیقی تعلق اور کردار و عمل کے واقعی رشتے سے پیدا ہو اور اسی سے غذا حاصل کرے اور نشوونما پائے۔

اس مذہبی جذبے کے بارے میں جو پاکستان کے بقا و استحکام کے لیے ٹھوس بنیاد بن سکے، دوسری اہم اور بنیادی بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ یہ جذبہ اسلام کی کسی جدید دانشورانہ تعبیر کے ذریعے پیدا نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لیے اسلام کی صرف وہی تعبیر موثر اور کارگر ہو گی جو صدیوں کے تعامل اور "روایت" کی بنا پر مسلمانوں کے "اجتماعی شعور" (COLLECTIVE CONSCIOUSNESS) کا جزو لاینفک بن چکی ہے۔

ہم ایک ایسے جذبے کی بات کر رہے ہیں، جو عوام میں ذہنی، فکری اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کرے اور ان کو محنت و مشقت اور ایثار و قربانی پر آمادہ (MOTIVATE) کر سکے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد کسی جدید تعبیر کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی پیدائش و افزائش کا کوئی امکان اگر ہے تو دین و مذہب کے صرف اور صرف اُن تصورات اور تعبیرات کی بنا پر ہے جن کی 'اسلامیت' نہ صرف یہ کہ مسلمان عوام کے اجتماعی شعور کے نزدیک مسلّم اور قابل قبول ہو بلکہ اُن کے تحت الشعور میں رچی بسی ہوتی کہ اُن کے لاشعور میں نفوذ کیے ہوئے ہو۔ اور اس میں ہرگز کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ تعبیرات اور تصورات وہی ہو سکتے ہیں جنہیں علماء کی تصدیق حاصل ہو، ایسے علماء جن پر دین و مذہب کے معاملے میں مسلمان عوام کی عظیم اکثریت اعتماد کرتی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ
استحکامِ پاکستان

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1193

اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت بمقابلہ آباء واجداد کی گمراہی

سُوْرَۃُ لُقْمٰن | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیت: 21

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾

آیت ۲۱: ﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ﴾ ’’اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس (ہدایت) کی جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں: بلکہ ہم تو اُس (طریقے) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔‘‘

یہ سوچ آج بھی زندہ ہے۔ آج بھی ہر معاشرے میں کلچر کے احیاء‘ لوک ورثے کی حفاظت اور قومی روایات کو پروان چڑھانے کے نام پر کروڑوں روپے کے وسائل ضائع کر دیے جاتے ہیں۔

﴿اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾﴾ ’’خواہ انہیں شیطان بلا رہا ہو جہنم کے عذاب کی طرف!‘‘
اپنے آباء واجداد کے غلط طریقوں سے چمٹے رہنے کی یہ سوچ دراصل شیطانی گمراہی کے سبب ہے۔ چنانچہ ایسی باتیں کر کے گویا وہ لوگ شیطان کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہیں اور شیطان کی دعوت تو گویا جہنم کے عذاب کی دعوت ہے۔

درس حدیث

مومن ایک دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ، وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ)) (صحیح بخاری)

ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’مومن دوسرے مومن کے لیے اس عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ اس کے دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے اندر کیا۔‘‘

تشریح: نیکی اور بھلائی کے کاموں میں‘ چاہے انفرادی ہوں یا اجتماعی‘ ایک مومن دوسرے مومن کا حامی اور مددگار ہوتا ہے اور اسے تقویت دیتا ہے‘ تفرقہ بازی اور گروہ بندی میں مبتلا ہو کر مسلمانوں کی ذلت اور رسوائی کا باعث نہیں بنتا۔

مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی کا راز اس میں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف مورچے قائم نہ کریں اور ایک دوسرے کو کمزور کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور نہ لگائیں بلکہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہم آہنگ اور متحد ہو کر مضبوط ہوں اور دشمنوں پر ان کی ہیبت طاری ہو۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 صفر المظفر 1448ھ — جلد 35
4 تا 10 اگست 2026ء — شمارہ 29

مدیر مسئول: شجاع الدین شیخ
مدیر اعزازی: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: سکریٹری دین حق ٹرسٹ لاہور
مطبع: آر آر پرنٹرز، سنگیاں روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 1,200 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (32,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (24,000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

رضاء الحق

اُمّتِ مُسلمہ کی حالتِ زار اور راہِ نجات

آج اُمّتِ مُسلمہ جس کیفیت سے گزر رہی ہے، وہ تاریخ کے انتہائی تشویش ناک ادوار میں سے ایک ہے۔ جس اُمّت کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی، عدل کے قیام اور حق کی گواہی کے لیے منتخب فرمایا تھا، وہ آج خود سیاسی، معاشی، فکری اور تہذیبی بحرانوں میں گھری ہوئی ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمان ظلم و جبر، جنگوں، قبضوں اور استحصال کا شکار ہیں، مگر اُمّت بحیثیت مجموعی اپنی اجتماعی ذمہ داری ادا کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ فلسطین بالخصوص غزہ کی صورتحال اس حقیقت کی سب سے بڑی مثال ہے کہ عالمی نظامِ طاقت (وہ ڈیپ اسٹیٹ، اقوامِ متحدہ اور آئی ایم ایف جس کی باندیاں ہیں) میں کمزور اقوام کے ساتھ کس قدر بے رحمی کا مظاہرہ کیا جا سکتا ہے۔ دہائیوں سے جاری قبضہ، محاصرہ، جبری بے دخلی اور حالیہ جنگوں نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کو متاثر کیا ہے۔ اسی طرح مقبوضہ کشمیر، شام، افغانستان، عراق، لیبیا، لبنان اور دیگر مسلم خطے بھی عالمی طاقتوں کے مفادات، علاقائی کشمکشوں اور داخلی کمزوریوں کا شکار رہے ہیں۔

یہ حالات محض سیاسی واقعات نہیں بلکہ اُمّتِ مُسلمہ کے لیے ایک عظیم تنبیہ ہیں کہ اگر وہ اپنے حقیقی مقصدِ وجود سے غافل رہے گی تو اس کی تعداد، وسائل اور جغرافیائی وسعت اسے عزت و تحفظ فراہم نہیں کر سکیں گے۔ قرآنِ حکیم نے واضح فرما دیا: "بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہ کرے۔" (الرعد: 11) لہٰذا اُمّت کا مسئلہ صرف بیرونی دشمنوں کی سازشیں نہیں بلکہ اپنی داخلی کمزوریاں بھی ہیں۔ دشمن کی ریشہ دوانیوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن قرآن ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ قوموں کا عروج و زوال سب سے پہلے اُن کے اپنے اعمال، ایمان اور کردار سے متعلق ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر میں عالمی سیاست بڑی حد تک طاقت، مفاد اور غلبے کے اصولوں کے تحت چل رہی ہے۔ کئی مسلم ممالک گزشتہ چند دہائیوں سے براہِ راست یا بالواسطہ جنگوں، پابندیوں، سیاسی دباؤ اور اقتصادی انحصار کا سامنا کر رہے ہیں۔ عالمی طاقتوں نے جہاں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے فوجی، سیاسی اور معاشی ذرائع استعمال کیے، وہیں مسلم دنیا کی داخلی کمزوریوں سے بھی فائدہ اُٹھایا گیا۔ مسلمانوں کے درمیان قومی، لسانی، فرقہ وارانہ اور سیاسی اختلافات کو ہوا دے کر اُن کی اجتماعی قوت کو منتشر رکھا گیا۔ لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ بیرونی قوتیں اُسی وقت کامیاب ہوتی ہیں جب اندرونی کمزوریاں موجود ہوں۔ ایک متحد، باکردار، خوددار اور اللہ کی ہدایت پر قائم اُمّت کے خلاف کوئی طاقت مستقل کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب قرآن و سنت کے اصولوں پر مجتمع ہوئے تو کم وسائل کے باوجود بڑی طاقتوں کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہوئے، اور جب وہ دنیا پرستی، باہمی تنازعات اور مقصدِ حیات سے غفلت کا شکار ہوئے تو کثیر وسائل کے باوجود کمزور ہو گئے۔ گویا اُمّتِ مُسلمہ کا بڑا المیہ یہ ہے کہ اس کے

مسائل صرف بیرونی نہیں بلکہ داخلی بھی ہیں۔ بہت سے مسلم ممالک میں سیاسی عدم استحکام، بدعنوانی، معاشی عدم مساوات، تعلیمی پسماندگی، عدل وانصاف کے کمزور نظام، مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کا غلبہ، نوجوان نسل کی فکری بے سمتی، حکمران طبقوں اور عوام کے درمیان فاصلے، اور ان جیسے بے شمار مسائل موجود ہیں۔

اسلام نے حکومت، معیشت اور معاشرت کے لیے جو اصول عطا کیے تھے، اُن میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی بے چوں وچرا اطاعت کے بعد عدل، امانت، مشاورت، احتساب اور انسانی فلاح بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب یہ اصول اجتماعی زندگی سے نکل جائیں تو صرف نام کا مسلمان ہونا کسی قوم کو عزت نہیں دے سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن پاک) کے ذریعے کچھ قوموں کو بلند فرماتا ہے اور اسی کے ذریعے کچھ کو پست کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم) یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اصل عزت قرآن کے ساتھ مضبوط تعلق اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ہے۔

پاکستان کا قیام محض ایک جغرافیائی تبدیلی کا نام نہیں تھا بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی ایک عظیم جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ اس جدوجہد کے پس منظر میں یہ تصور نمایاں تھا کہ مسلمان اپنی اجتماعی زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق گزار سکیں گے۔ قراردادِ مقاصد اور آئین پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اسلامی اصولوں کی بالادستی کا عہد شامل کیا گیا۔ لیکن سات دہائیوں سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود پاکستان اپنی اصل منزل یعنی ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست کے قیام سے ابھی کوسوں دور ہے۔ آج پاکستان کو سیاسی انتشار، معاشی عدم استحکام، قرضوں کا بوجھ، سودی معاشی نظام، عدل وانصاف کے مسائل، تعلیمی اور اخلاقی بحران، ادارہ جاتی کمزوریاں جیسے متعدد بحرانوں کا سامنا ہے۔ ان مسائل کا حل محض سیاسی نعروں، وقتی معاشی منصوبوں یا بیرونی امداد میں نہیں بلکہ اس بنیادی سوال کے جواب میں ہے کہ پاکستان کا مقصدِ وجود کیا ہے؟ اگر پاکستان کو محض ایک قومی ریاست سمجھا جائے تو وہ عالمی طاقتوں کے اسی نظام کا ایک کمزور حصہ بن کر رہ جائے گا، لیکن اگر اسے اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کی تجربہ گاہ بنایا جائے تو یہ نہ صرف خود ترقی واستحکام حاصل کر سکتا ہے بلکہ پوری اُمتِ مُسلمہ کے لیے امید کا مرکز بن سکتا ہے۔ اُمتِ مُسلمہ کے زوال کا آغاز جہاں سے ہوا، اس کا عروج بھی وہیں سے شروع ہوگا: یعنی قرآن حکیم سے زندہ تعلق، رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور دین کو زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کرنے کی مخلصانہ جدوجہد۔ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے: ''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔'' (آل عمران: 103) احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مضبوط رسی قرآن مجید ہے۔ لہٰذا اُمت کی نجات اسی میں ہے کہ وہ قرآن کو صرف تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ دستورِ زندگی سمجھے، قرآن کے فہم کو عام کرے، اپنی انفرادی زندگی کو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع بنائے، خاندان اور معاشرے کی اصلاح کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے، اُمت کے اندر اخوت، وحدت اور مقصدِ حیات کا شعور پیدا کرے، اقامتِ دین کے لیے پُرامن، منظم اور مسلسل جدوجہد کرے۔ اقامتِ دین کا مطلب کسی خاص طبقے یا گروہ کا اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ایسا عادلانہ نظام قائم کرنا ہے جس میں انسانوں کے حقوق محفوظ ہوں، ظلم کا خاتمہ ہو، معاشی انصاف قائم ہو اور زندگی کے تمام شعبے وحیِ الٰہی کی روشنی میں منظم ہوں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنی اصل شناخت کو پہچانیں۔ اُمتِ مُسلمہ کی نجات نہ مغرب کی اندھی تقلید میں ہے، نہ محض سیاسی نعروں میں، نہ محض مادی ترقی کی دوڑ میں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ مبارک سے مضبوط وابستگی میں ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کو زندہ کرنا ہوگا، اپنی ذات کی اصلاح سے آغاز کرنا ہوگا، اپنے خاندان اور معاشرے کو اسلامی اقدار پر استوار کرنا ہوگا، دین کے اس حرکی (dynamic) تصور کی دعوت کو عام کرنا ہوگا اور پھر اجتماعی سطح پر اقامتِ دین کی جدوجہد کو اپنا مقصدِ زندگی بنانا ہوگا۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر اُمت دوبارہ عزت، وقار اور دنیا کی امامت وقیادت حاصل کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: ''اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیتے ہیں، اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔'' (العنکبوت: 69)

لہٰذا وقت کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان اس دعوت کو سمجھے، اس کا حصہ بنے اور اُمتِ مُسلمہ کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ قرآن سے تعلق، سنتِ رسول ﷺ کی پیروی، اقامتِ دین کی جدوجہد یہی اُمتِ مُسلمہ کا ہدف ہے۔ آخری بات یہ کہ ہماری اس جدوجہد کے نتیجہ میں دین قائم ونافذ ہوتا ہے یا نہیں، صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ لیکن ہماری جدوجہد کا مقصود ومطلوب اللہ کی رضا کا حصول اور اُخروی نجات ہونا چاہیے۔

اللہ کے ہاں مقبولیت کا حقیقی سرچشمہ: ایمان اور اعمالِ صالحہ

(سورۃ مریم کی آیت 96 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 24 جولائی 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ مریم کی آیت 96 کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔ یہ قرآن مجید کا بہت اہم مقام ہے جہاں کچھ بشارتیں بھی ہیں اور کچھ بہت اہم نکات بھی بیان ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں کئی خواتین کا ذکر آیا ہے لیکن کسی کا نام نہیں لیا گیا۔ حضرت مریم ؑ واحد خاتون ہیں جن کا نہ صرف نام بار بار قرآن مجید میں آیا ہے بلکہ آپ کے نام پر قرآن مجید کی ایک پوری سورت بھی موجود ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ تو یہ نظر آتی ہے کہ عیسائیت میں جو کئی طرح کے بگاڑ پیدا ہوگئے تھے، جیسا کہ تثلیث کے نام پر حضرت مریم ؑ کو الوہیت کے درجے پر فائز کرنا یا پھر یہودیوں کی جانب سے حضرت مریم ؑ کی پاک دامنی پر بہتان کا لگایا جانا وغیرہ، قرآن میں آپ کا تفصیلی ذکر کر کے ان گمراہ کن عقائد، تصورات اور الزامات کی نفی کی گئی اور آپ کے پاکیزہ اور نیک کردار کی گواہی دی گئی۔ قرآن پاک جس انداز سے حضرت مریم ؑ کا ذکر کرتا ہے، اس سے آپ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۲﴾ (آل عمران)

''اور تمہیں تمام جہان کی خواتین پر ترجیح دی ہے۔''

ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی ولادت بغیر والد کے معجزانہ طور پر ہوئی لہٰذا قرآن میں آپ کا عیسیٰ ابن مریم ؑ کے نام سے بار بار ذکر آیا ہے۔ ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ ہجرتِ حبشہ کے موقع پر عیسائی بادشاہ نجاشی ؒ کے سامنے سورۃ مریم کی تلاوت کی گئی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور مسلمانوں کی تائید کی۔ لہٰذا یہ امر بدیہی تھا کہ ہجرت حبشہ سے قبل سورۃ مریم کا نزول ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝۹۶﴾ ''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے' عنقریب اُن کے لیے رحمٰن (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کردے گا۔'' (مریم:96)

سورۃ مریم چونکہ مکی سورت ہے اور مکی سورتوں میں زیادہ تر توحید اور آخرت کا بیان آتا ہے، شرک کی نفی کی جاتی ہے جیسا کہ اسی سورت کی آیات 90 اور 91 میں فرمایا:

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝۹۱﴾ ''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہوجائے اور پہاڑ دھماکے کے ساتھ گر پڑیں کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد قرار دی۔''

مرتبہ: ابو ابراہیم

اسی طرح آیت 95 میں آخرت کا ذکر آیا:

﴿وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝۹۵﴾

''اور قیامت کے دن سب کے سب آنے والے ہیں اُس کے پاس اکیلے اکیلے۔''

مشرکین کو آخرت میں سخت عذاب کا سامنا ہوگا، جبکہ جو اللہ کے محبوب بندے ہیں، شرک سے بچتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں، اُن کے بارے میں زیر مطالعہ آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب لوگوں کے دلوں میں اُن کے لیے محبت ڈال دے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء نے چند اہم نکات پیش کیے ہیں جن کا ذکر یہاں مقصود ہے۔

1۔ ایمان پر استقامت

مکہ مکرمہ میں جب یہ سورت نازل ہوئی، اُس وقت شریعت کے احکام پورے نازل نہیں ہوئے تھے۔ نماز کا حکم آگیا تھا، کچھ صدقہ خیرات کی ترغیب موجود تھی، کچھ اخلاقی ہدایات اہل ایمان کو عطا کی گئیں تھیں لیکن جہاد، زکوٰۃ، سود کی حرمت سمیت بہت سے نیک اعمال کا حکم ابھی نہیں آیا تھا لہٰذا اُس وقت اصل عمل صالح تھا: ایمان قبول کرنے کے بعد اُس پر ڈٹ جانا۔ یعنی ایمان کا صرف دعویٰ مقصود نہیں تھا بلکہ ایمان لانے کے بعد اُس کا عملی اظہار بھی مطلوب تھا۔ اسی لیے بار بار قرآن پاک میں ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ساتھ ساتھ آتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ العصر میں ہے:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾

''سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔''

سورۃ التین میں ہے:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾

''سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے''۔

یہ اُس دینی تقاضے کا اظہار ہے کہ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کافی نہیں بلکہ عمل سے اُس کا اظہار بھی ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم ایمان مجمل میں پڑھتے ہیں:

((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ))

''میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے، اور میں نے اُس کے سارے حکموں کو قبول کیا، زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے۔''

بخاری شریف کی ایک روایت کا مفہوم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ حالت ایمان میں چوری نہیں کرتا، شراب نہیں پیتا، زنا نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ جب تک اسلام کا دعویٰ صرف زبانی کلامی ہوگا، ایمان زبان کی نوک تک محدود ہوگا تو شراب، چوری، زنا اور ہر قسم کے گناہ کا احتمال رہے گا۔ جب تک دل میں اللہ کی ذات کا یقین نہ ہو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے، جب تک آخرت کا خوف نہ ہو کہ مجھے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اس کے برعکس جب یہ یقین ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ﴾ (الحدید:4)

''اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو پنج وقتہ نماز کی طرف آتے دیکھو، اُس کے ایمان کی گواہی دو۔'' اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ جو نماز کی طرف نہیں آ رہا تو اُس کا ایمان کامل نہیں ہے یا عمل اس کے ایمان کا ثبوت پیش نہیں کر رہا۔

2۔ نیک اعمال

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ مکی دور میں شریعت کے تفصیلی احکامات نہیں آئے تھے، اُس وقت سب سے بڑا اور نیک عمل ایمان پر ثابت قدم رہنا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر تپتی دھوپ میں پتھر رکھے گئے، اس کے باوجود ان کی زبان سے احد، احد کی پکار جاری رہی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا، پیٹھ جل کر سیاہ ہو جاتی، یہاں تک کہ جلد کے اندر سے چربی پگھلنے سے انگارے بجھ جاتے، اس کے باوجود آپؓ ایمان پر ثابت قدم رہے۔ یہ مکی دور کے اہم اعمال صالحہ تھے، بعد میں شریعت کے احکامات آ گئے جن میں حقوق اللہ بھی شامل تھے، حقوق العباد بھی شامل تھے۔ پھر یہ تقاضا بھی آیا کہ اعمال صالحہ کا معاملہ ذاتی نیکی تک محدود نہ رہے بلکہ دوسروں کو دین کی دعوت بھی دینی ہے، دین کے نفاذ کے لیے جدوجہد بھی کرنی ہے، اس جدوجہد میں اپنی جان، مال، صلاحیتوں، وسائل اور وقت کو لگانا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ سب اعمال کر کے دکھائے۔ سب سے بڑھ کر امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے دین کو قائم کر کے دنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کیا۔ اس جدوجہد میں طائف اور اُحد میں آپ ﷺ کا لہو بھی بہا، آپ ﷺ نے اپنا گھر اور وطن چھوڑا، ہجرت کی تکالیف برداشت کیں، اپنے عزیز صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانوں کے نذرانے پیش کیے، تب جا کر اللہ کا دین قائم ہوا۔ ختم نبوت کے بعد دین کے قیام کی جدوجہد کرنا اُمت مسلمہ کی ذمہ داری ہے مگر آج یہ اُمت اس ذمہ داری کو بھول کر چند انفرادی نیکیوں تک محدود ہو چکی ہے۔ یہ قرآن کا تصور اعمال صالح نہیں ہے۔ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعمال صالح کا تصور نہیں ہے۔ جو سچا اُمتی ہے وہ دین کی دعوت دوسروں کو بھی دے گا، دین کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنی جان، مال، وسائل، صلاحیتیں بھی لگائے گا۔ تب جا کر اعمال صالح کا تصور مکمل ہوگا۔

3۔ دلوں میں محبت پیدا کر دے گا

زیر مطالعہ آیت میں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾﴾ ''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک اعمال کیے، عنقریب اُن کے لیے رحمٰن (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا۔'' (مریم:96)

مفسرین نے وُدًّا کے کئی مفہوم اور پہلو بیان کیے ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے چند مفاہیم اور پہلوؤں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ!

نمبر1

مفسرین نے لکھا کہ اس کا مفہوم عام محبت سے زیادہ گہرا، لطیف اور پائیدار ہوتا ہے۔ محبت کے بھی کئی درجات ہوتے ہیں۔ آج کے دور میں محبت کے نام پر ایک فتنہ بھی برپا ہے کہ نکاح کے مقدس بندھن کے بغیر ہی غیر محرموں کے ساتھ بات چیت، تعلقات اور اکٹھے رہنا وغیرہ، یہ سب حرکتیں زنا کی ہی شکلیں ہیں اور دین میں حرام ہیں۔ مفسرین نے لکھا کہ وُدًّا محبت کا سب سے گہرا اور خالص درجہ ہے جس میں ملاوٹ ہو اور نہ ہی لالچ اور خود غرضی ہو بلکہ اخلاص، ہمدردی اور ایثار کا جذبہ ہو۔

نمبر2:

یہ الفت اور قلبی تعلق کا وہ معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے پیدا فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ﴾ (الانفال:63)

''اور ان (اہل ایمان) کے دلوں میں آپ نے الفت پیدا کر دی۔ اگر آپ زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے''

یہ خاص اللہ کا انعام ہے اور آج اُمت جس سطح پر ہے، اس کا بڑا تقاضا ہے کہ یہ دعائیں اللہ سے مانگی جائیں:

((اللهم ألف بين قلوبنا وأصلح ذات بيننا واهدنا سبل السلام)) ''اے اللہ! تو ہمارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دے، اور ہماری حالتوں کو درست فرما دے، اور راہ سلامتی کی جانب ہماری رہنمائی کر دے۔''

بندہ لوگوں کے دلوں میں اپنے لیے احترام اور الفت کا جذبہ پیدا نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔ پھر یہ صرف ظاہری تعلق نہیں بلکہ ایک قلبی کشش کا نام ہے۔ جو صرف اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔

نمبر3

مفسرین نے لکھا کہ محبت حُب سے اور حب قلب کا جذبہ ہے لیکن جب یہ اخلاق، ہمدردی اور عمل میں ڈھل کر ظاہر ہونے لگے تو اسے وُدًّا کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ محبت کے صرف زبانی دعوے نہیں ہوتے بلکہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے اخلاص، نیکی، ہمدردی اور ایثار کے جذبے کا نام ہے۔

نمبر4

مفسرین نے لکھا ہے کہ وُدًّا وہ محبت ہے جو حالات کے بدلنے سے ختم نہ ہو، جس میں پائیداری اور ثبات ہو۔ یہ عارضی جذبات، جذباتی لگاؤ یا فائدے کی بنیاد پر قائم ہونے والی محبت ہرگز نہیں۔ جیسا کہ ہمارے معاشرے میں جب تک بندہ عہدے پر ہوتا ہے، اس کے لیے تحفے تحائف، گلدستے بھی آ رہے ہوتے ہیں، لوگ عزت و احترام بھی بہت کرتے ہیں، خوشامد بھی ہوتی ہے لیکن جیسے ہی بندہ ریٹائر ہوا تو تُو کون میں کون؟ پھر پیسہ ہے، شہرت ہے، دوسروں کے کام آتا ہے تو بندے کی قدر ہے، الفت کے دعوے بھی ہیں لیکن جیسے ہی حالات بدلے، بیمار پڑ گیا تو پلٹ کر پوچھتا بھی نہیں۔ یہ دنیا پرستوں کا معاملہ ہوتا ہے۔ اگر ایمان دل میں نہ ہو تو پھر یہی باتیں ہوتی ہیں لیکن اگر ایمان دل میں ہوگا تو دنیا سے جانے کے بعد بھی ہاتھ اُٹھیں گے اور دل سے خلوص کے ساتھ دعا نکلے گی۔ ﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾﴾ (بنی اسرائیل) ''اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔'' ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ (الحشر:10) ''اے ہمارے رب! تو بخش

دے ہمیں بھی اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے۔‘‘

اُدھر جنت میں جانے والا بھی، حالانکہ اُس کو جنت کے نظارے کرائے جا رہے ہوں گے مگر وہ دنیا والوں کے بارے میں فکر مند ہوگا: ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ؀﴾ (یٰسین) ’’کہہ دیا گیا کہ تم داخل ہو جاؤ جنت میں! اس نے کہا: کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا۔‘‘

ایمان دل میں ہو اور اس کی بنیاد پر محبت ہو تو رشتہ مرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ وہ محبت، عزت اور قبولیت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ اس حوالے سے مختصر 15 نکات مفسرین نے بیان کیے ہیں۔

1: مقبولیت کا حقیقی سرچشمہ

اللہ کے ہاں مقبولیت کا حقیقی سرچشمہ ایمان اور اعمالِ صالح ہیں۔ انسانوں کے دلوں میں سچی اور پائیدار محبت صرف اور صرف ایمان اور اعمالِ صالح کے ذریعے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ دنیوی تدابیر، بناوٹی قسم کی باتوں، مصنوعی ذرائع سے حاصل کی گئی مقبولیت اور محبت پائیدار نہیں ہو سکتی۔

2: مقبولیت اور اللہ کی صفتِ رحمٰن

اس آیت میں اللہ کا صفاتی نام الرحمٰن آیا جس کا مطلب ہے بڑا مہربان اور رحم کرنے والا۔ لوگوں کے دلوں میں کسی انسان کے لیے محبت اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اُس کے رحم اور فضل کی وجہ سے پیدا ہوگی۔ انسان کی اپنی محنت اور کوشش سے نہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ بندوں میں اللہ کی صفتِ رحمٰن کا عکس نظر آئے۔ مشہور حدیث کے الفاظ ہیں کہ: تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ یعنی رحمت کی یہ کیفیت ہمارے اندر پیدا ہو تو رحمان بھی دلوں میں الفت پیدا کرے گا۔ اللہ ہی ہے جو دلوں کو جوڑنے والا، دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے۔

3: اعمال سے ایمان کا ثبوت

زیر مطالعہ آیت کی تشریح میں بخاری اور مسلم میں ایک مشہور حدیث بھی بیان ہوئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں، پھر وہ آسمان میں آواز دے کر کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اُس سے محبت کرتے ہیں، پھر اُس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے‘‘۔ البتہ اللہ کی محبت باغیوں، سرکشوں، نافرمانوں اور معصیت کرنے والوں کے لیے نہیں۔ بلکہ جیسا کہ زیر مطالعہ آیت میں فرمایا کہ ایمان لانے والوں اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ یہاں دین کا جامع تصور بھی سامنے آتا ہے کہ صرف زبان سے ایمان کا دعویٰ کافی نہیں بلکہ اعمال سے اس کا ثبوت بھی پیش کرنا ہے۔ تب حقیقی محبت اور مقبولیت حاصل ہو سکتی ہے۔

نمبر 4: مصنوعی مقبولیت بمقابلہ ربانی محبت

ایک مصنوعی مقبولیت ہے، اتنے سبسکرائبر ہیں، اتنے فالوورز ہیں، اتنے لائکس اور ویوز ہیں وغیرہ۔ پہلے زمانے میں شاعروں اور درباری لکھاریوں کی مٹھی گرم کر کے قصیدے لکھوائے جاتے تھے، آج پوڈکاسٹ کا دور ہے، اینکرز بٹھائے ہوئے ہیں، جن کی طرف سے الفاظ مل جاتا ہے اُن کے گُن گائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ظاہری ٹھاٹ باٹ ہے، دولت کی بنیاد پر شہرت ہے، پروٹوکول ہے، ہٹو بچو کی صدائیں ہیں۔ لیکن یہ حقیقی مقبولیت نہیں ہے۔ کتنے ہی بڑے اداکاروں کو ہم نے دیکھا ہے بڑھاپے میں رو رہے ہوتے ہیں اور دہائیاں دے رہے ہوتے ہیں، مگر کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس کئی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے مرنے کے بعد بھی دنیا اُن سے محبت کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسولوں کا معاملہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ ہے، صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ہمارے دل اُن کی محبت میں دھڑکتے ہیں، احترام سے نام لیتے ہیں۔ یہ ربانی محبت کا اثر ہے۔

نمبر 5: دلوں پر اختیار اللہ کا ہے

جب انسان رحمٰن کا ہو جائے تو رحمٰن مخلوق کے دلوں کو اُس انسان کی طرف موڑ دیتا ہے۔ لہٰذا سچی محبت اور حقیقی مقبولیت چاہیے تو رحمٰن کے بندے بن جاؤ، اس کے لیے سب سے بڑھ کر محنت کرنے والے ہو جاؤ۔ جیسا کہ قرآن میں تقاضا آتا ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؁﴾ (الانعام) ’’آپ کہیے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کے سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

جب انسان رحمٰن کی بندگی اختیار کر لے تو رحمٰن اُس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا۔

نمبر 6: دشمنی پر باطنی سچائی کا غلبہ

اہلِ باطل کی تمام تر مخالفت، بغض اور دشمنی کے باوجود مومن کی باطنی پاکیزگی اور عمل کی سچائی بالآخر لوگوں کے دل فتح کر لیتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت مکہ میں جب نازل ہو رہی تھی تو مشرکین اہلِ ایمان کے دشمن بنے ہوئے تھے، اسی وجہ سے اہلِ ایمان کو پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مشرکین کے مظالم سے، حضرت بلالؓ کو لوگوں نے تپتی ریت پر، سینے پر پتھر رکھے ہوئے دیکھا، حضرت خبابؓ کو دہکتے انگاروں پر لٹائے ہوئے دیکھا تو لوگوں کے دل نے گواہی دی کہ ان کے پاس حق ہے، یہ جان دینے کو تیار ہیں مگر محمد ﷺ کی بات کو چھوڑنے کو تیار نہیں۔ لوگوں کے دل نرم ہوئے اور پھر وہ مکہ اہلِ ایمان کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝﴾ (النصر) ’’اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔‘‘

لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ دشمنی پر باطنی سچائی کا غلبہ ہو گیا۔ اگر ایمان والے حق پر ڈٹے ہوں تو بالآخر ان کی یہی سچائی لوگوں کے دلوں کو جیت لیتی ہے۔ غزہ میں مسلمان خواتین کے ایمان اور استقامت کو دیکھتے ہوئے آسٹریلیا کی 50 خواتین نے اسلام قبول کر لیا۔ باطل کے مقابلے میں کردار کی گواہی دلوں کو جیت لیتی ہے۔

نمبر 7: دعوتِ دین کے لیے سازگار ماحول

لوگوں کے دلوں کا دین کی دعوت دینے والے کی طرف مائل ہو جانا، داعی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جانا دعوت کے کام کے لیے مفید ہوگا اور یہ دعوت کا کام کرنا صرف مسجد کے خطیب، امام، معلم، مبلغ یا مولوی صاحب کا کام نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہر اُمتی پر فرض ہے۔ اگر ہر اُمتی اعمالِ صالح سے اپنے ایمان کا ثبوت پیش کرے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے گا اور اس طرح دعوت کا کام تیزی سے آگے بڑھے گا۔

نمبر 8: نیت اخلاص والی ہو

اخلاص کے بغیر اعمال کی قبولیت ممکن نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) ’’اعمال اور نیکیوں کی قبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے۔‘‘

اگر نیت خالص ہو اور بندے میں للّٰہیت ہو تو اعمال قبول ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں محبت ڈال دے گا۔ ہم عوام کے دلوں کو مائل کرنے کے لیے 100 جتن کرتے ہیں، اگر صرف اللہ کے ساتھ خالص ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے گا۔

نمبر 9: ایمان والوں کا آپس کا تعلق

سورۃ الحجرات کی اس آیت کا حوالہ اکثر دیا جاتا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (آیت: 10) ’’یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔‘‘

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت اہل ایمان کے آپس میں گہرے روحانی تعلق، الفت اور حقیقی بھائی چارے کی ضمانت دیتی ہے۔ ایمان والے اگر اللہ کے ساتھ مخلص ہوں گے تو اللہ اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت ڈال دے گا، اس طرح اُن کا بھائی چارہ مضبوط ہوگا۔ آج اُمت مسلمہ کی جو حالت ہے، اس کی بنیادی وجہ اُمت کا انتشار ہے اور اس انتشار کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ مخلص نہیں رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران) ’’اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔‘‘

مگر آج اُمت مغلوب ہے۔ آج اگر ہمارا ایمان ہمیں اُٹھا کر مصلے پر کھڑا نہیں کر رہا تو ہم باطل قوتوں کے خلاف کیسے کھڑے ہوں گے اور جنت میں کیسے چلے جائیں گے۔ اگر اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائیں تو اللہ ہمارے دلوں کو جوڑ دے گا، اُمت کا انتشار ختم ہو جائے گا اور اُمت ایک بار پھر غالب ہوگی۔

10: تزکیہ نفس اور شخصیت کی جاذبیت

عالم عرب کے ایک مفسر نے بہت قیمتی نکتہ بیان کیا ہے کہ نیک اعمال انسان کی اندرونی شخصیت کو خوبصورت بناتے ہیں، اس کی روح کو نکھارتے ہیں، شخصیت کی نورانیت اور جاذبیت قدرتی طور پر دوسروں کو متاثر کرتی ہے۔ جیسے کبھی کبھی ظاہر کا لباس کچھ لوگوں کو متاثر کرتا ہے، ایمان والے کا ایمان اور اس کے نیک اعمال کا نور دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔ ایمان اور نیک اعمال کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو انسان کی طرف مائل کر دے گا۔

11: دنیا میں آخرت کی جزا کا ایک عکس

اصل بدلے کا دن تو آخرت میں ہے لیکن دنیا میں بھی اللہ کبھی کچھ دکھاتا ہے۔ جس طرح کئی قوموں کو دنیا میں سزا ملی، بدترین عذابوں کا شکار ہوئیں جیسا کہ قوم نوح، قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ نافرمان قوموں کے لیے اصل عذاب تو آخرت میں ہے لیکن اُن کو دنیا میں بھی سزا ملی۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کے لیے اصل اجر تو آخرت میں ہے لیکن اللہ دنیا میں بھی ان کو بعض اوقات مقام دیتا ہے۔ دنیا میں نیک بندوں کو ملنے والی مقبولیت، عزت اور محبت آخرت میں ملنے والے عظیم اجر کا ایک پیش خیمہ ہے۔

12: حسد اور بغض کا شرعی علاج

حسد اور بغض کی وجہ سے قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کیا تھا اور آج تک اس وجہ سے قتل بھی ہوتے ہیں، لوٹ مار بھی ہوتی ہے، کئی طرح کے فساد جنم لیتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ لوگوں میں عزت پانے کے لیے کسی سے حسد یا مقابلے کی کوشش نہ کریں بلکہ اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائیں، نیک اعمال سے اپنے ایمان کا ثبوت پیش کریں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت اور عزت پیدا کر دے گا۔ حسد اور بغض سے بھی انسان بچ جائے گا۔

13: راہ حق میں صبر کا انعام

مکہ کے 13 سالہ دور میں اہل ایمان کو بہت زیادہ مشقتوں، مصائب اور آلام سے گزرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ مکی صورتوں میں اہل ایمان کے لیے صبر کی تلقین اکثر نظر آتی ہے۔

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (الانشراح)
’’تو یقیناً مشکل ہی کے ساتھ آسانی ہے۔‘‘

﴿وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ﴾ (المزمل: 10)
’’اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجیے۔‘‘

﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا﴾ (المعارج)
’’تو آپ بڑی خوبصورتی سے صبر کیجیے۔‘‘

﴿وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾ (النحل: 127) ’’اور آپ کا صبر تو اللہ ہی کے سہارے پر ہے۔‘‘

سبق کیا ہے؟ راہ حق میں ابتدا میں بہت زیادہ مشکلات آتی ہیں۔ بہت سے صبر کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، اگر بندہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے جو کہ ایمان اور عمل صالح کا تقاضا ہے تو بالآخر اللہ تعالیٰ محبت اور عزت ایمان والوں کو عطا فرماتا ہے۔

14: انبیاءؑ، صحابہؓ اور اولیاءؒ کی دائمی یادگار

ہم ہر نماز میں اللہ کے نبیوں پر درود بھیجتے ہیں:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ.

اکثر انبیاء آل ابراہیم میں سے تھے۔ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ہم ان سب کا نام عزت اور احترام سے لیتے ہیں۔ کروڑوں دلوں میں ان کی محبت اور احترام ہے۔ یہ زیر مطالعہ آیت کی عملی تفسیر ہے جو ہمارے سامنے آ رہی ہے۔

15: خوف اور تنہائی کا خاتمہ

جو شخص اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے مخلوق میں تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ اُس کے ارد گرد مخلص اور محبت کرنے والے بندے پیدا فرما دیتا ہے۔

اللہ نے حضور ﷺ کو صحابہؓ عطا فرمائے جنہوں نے آپ ﷺ کے مشن کے لیے اپنی جانیں تک نچھاور کر دیں اور آپ ﷺ کے مشن کو پوری دنیا میں پھیلایا۔

یہ بہت ہی عمدہ نکتہ ہے کہ لوگ راہ حق پر ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں لوگوں کی ہمدردی اور سپورٹ حاصل ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کر لیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہمدرد، مددگار اور وفادار رفقاء عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یقین عطا فرمائے اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ندائے خلافت کی قیمت اور صفحات میں اضافہ

ہمارے قارئین اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ندائے خلافت جو تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے، ایک خالصتاً دعوتی و تحریکی رسالہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی تھی۔ لیکن اب ہوش ربا مہنگائی، کاغذ کی قیمتوں میں اضافے، طباعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور ڈاک خرچ میں اضافہ کے پیش نظر اگست 2026ء سے رسالے کی قیمت 20 روپے سے بڑھا کر 30 روپے کی جا رہی ہے۔ ساتھ 8 صفحات کا اضافہ بھی کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اندرون ملک سالانہ نئے خریدار حضرات کے لیے زرتعاون 800 روپے کی بجائے 1200 روپے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس فیصلہ میں برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

اُمّتِ مُسلمہ کی حالتِ زار اور اہلِ دین کی ذِمّہ داری

مولانا محمد عارف

آج عالم اسلام جس المناک صورت حال سے دوچار ہے اُس نے ہر دردمند مسلمان کو بے چین و مضطرب کر رکھا ہے اور بظاہر اس دلدل سے نکلنے کی کوئی صورت بھی دکھائی نہیں دے رہی۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سنگینوں کے حصار میں نہتے عوام ظلم و تشدد کے ایک اور دور سے گزر رہے ہیں، روہنگیا مسلمان اپنے وطن اراکان (میانمار/برما) کی شہریت سے محروم ہو کر پڑوسی ممالک میں دربدر خاک چھاننے پر مجبور ہیں، فلسطینی مسلمان گزشتہ 78 برس سے اسرائیلی جارحیت کا سامنا کر رہے ہیں اور غزہ و مقبوضہ فلسطین پر ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل کی جارحیت اور مسلمانانِ غزہ و فلسطین کی نسل کشی کی موجودہ لہر کو شروع ہوئے 1000 دن سے زائد گزر چکے ہیں لیکن مسلمانانِ غزہ و فلسطین اپنے وطن کی آزادی اور خودمختاری کی منزل سے کوسوں دور نظر آتے ہیں۔ ایران پر اسرائیلی اور امریکی حملوں نے مسلمان ممالک اور دنیا کے امن کو داؤ پر لگا یا ہے۔ سعودی عرب اور یمن میں آپس کی خانہ جنگی اور بیرونی مداخلت نے شہریوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے یہاں تک کے مسلمانوں کو اپنے اردگرد کسی کی طرف امید کی نظر سے دیکھنے کی سہولت حاصل نہیں ہے، جبکہ عراق، افغانستان اور لیبیا وغیرہ میں استعماری سازشیں عروج پر ہیں۔

مگر عالم اسلام کی قیادتوں کو اس طرف دیکھنے کی فرصت نہیں ہے اور وہ اپنی ترجیحات اور مفادات کی دنیا میں گم ہو کر رہ گئی ہیں۔ امریکہ دنیا بھر کے مسلم ممالک پر کسی نہ کسی شکل میں حملہ آور ہے۔ حالت یہ ہے کہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کا اہم ترین ستون اسرائیل کی حفاظت ہے چاہے وہ خود بربادی کا شکار کیوں نہ ہو جائے۔

جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی آج ہمارے سامنے ایک زندہ حقیقت کی صورت میں جلوہ گر ہے کہ دنیا کی قومیں تم مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے تیار دسترخوان پر کوئی میزبان اپنے مہمان کو کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ آج ہم مسلمان دنیا کی قوموں کے سامنے ”تر لقمہ“ کی صورت میں بکھرے پڑے ہیں اور استعماری عزائم رکھنے والی ہر قوم حسب استطاعت اپنا حصہ وصول کرنے میں مصروف ہے۔

یقیناً یہ اس نوآبادیاتی دور کا منطقی نتیجہ ہے جو مسلم ممالک و اقوام نے گزشتہ دو صدیوں کے دوران مختلف آقاؤں کی غلامی میں گزارا ہے، اور اس دوران سب سے زیادہ زور مسلمانوں کو ایمان و عقیدہ سے محروم کرنے، ان کی تہذیبی و اخلاقی اقدار کو ختم کرنے، اور ان پر دین و ثقافت کے ذوق و احساس تک سے محروم قیادتیں مسلط کرنے پر رہا ہے، چنانچہ آج اسی نوعیت کی قیادتیں عالم اسلام کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں اور ہم آزاد کہلانے کے باوجود ”ریموٹ کنٹرول غلامی“ کے حصار میں جکڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان جیسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا آج بدترین سیاسی، معاشی اور معاشرتی بحران کا شکار ہے۔ نظام جمہوری ہو، مارشل لائی ہو یا ہائبرڈ، ملکی مفاد اور دین کے قیام و نفاذ کی طرف پیش قدمی صفر کے برابر ہے۔

ہماری سیاسی صورت حال یہ ہے کہ 57 حکومتیں اور فوجیں رکھنے کے باوجود ہم اپنے فیصلے خود کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، ہمارے معاشی وسائل ہمارے کنٹرول میں نہیں ہیں، اور ہماری تہذیب و ثقافت مسلسل یلغار کی زد میں ہے جس کے باعث ہم اپنی نئی نسل کے عقیدہ و ایمان کے حوالے سے بھی عدم تحفظ کا شکار ہو چکے ہیں، بلکہ فکری اور تہذیبی طور پر نئی نسل ہمارے ہاتھوں سے نکلتی دکھائی دے رہی ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ مشکل صورت حال سے اہل دین دوچار ہیں جن کے لیے خدمات سرانجام دینے کا کام کٹھن سے کٹھن تر ہوتا جا رہا ہے کہ دین کی بات کرنا، کسی دینی تقاضے کی طرف حکمرانوں کو توجہ دلانا، اور دینی اقدار و روایات کے تحفظ کی خاطر آواز اٹھانا بتدریج ”جرم“ سمجھا جانے لگا ہے۔ اور معاملہ جناب رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کی طرف بڑھتا دکھائی دے رہا ہے کہ دین کی بات کرنا ”کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ“ جلتے انگارے کو ہاتھ میں لینے کے مترادف ہو جائے گا۔ مگر ان حالات میں سب سے زیادہ ذمہ داری بھی اہل دین ہی کی بنتی ہے کہ مایوسی کی دلدل میں دھنستی چلے جانے والی امت کا عالم اسباب میں آخری سہارا بہر حال وہی ہیں اور جو بھی کرنا ہے انہوں نے ہی کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پاس اکابر کی جدوجہد کا تسلسل موجود ہے، ان کی روایات کا اثاثہ محفوظ ہے اور قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ فقہی احکام و قوانین کا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے، ہمیں نہ صرف خود کو اس سنگین صورت حال میں امت کی راہنمائی اور قیادت کے لیے مستعد رکھنا ہے بلکہ نئی نسل کو بھی اس کے لیے تیار کرنا ہے، اور اپنے علمی، دینی اور روحانی ماضی کے ساتھ وابستگی کو مستحکم رکھتے ہوئے ”رجوع الی اللہ“ کا بطور خاص اہتمام کرنا ہے کیونکہ اصل قوت وہی ہے اور فیصلے وہیں ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اہل دین کے تمام طبقوں کو اس نازک وقت میں اپنے اپنے دینی فرائض صحیح طور پر سرانجام دیتے رہنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین!

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی، عمر 48 سال، نیم سرکاری ادارے میں اعلیٰ عہدے دار کو عقدِ ثلاثہ کے لیے سلیقہ شعار، تربیت یافتہ کنواری یا مطلقہ کی ضرورت ہے۔ ذات پات، رنگ و نسل، عمر اور تعلیم کی کوئی قید نہیں۔ الگ رہائش و آسائش کا انتظام و انصرام ہوگا۔ ان شاء اللہ!

برائے رابطہ: 0300-6349170

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

سدا بادشاہی صرف اللہ کی!

ابو موسیٰ

یورپ میں صنعتی انقلاب اور سیاسی نشاۃ ثانیہ ایک ہی وقت میں آئی۔ تاج برطانیہ کی وسعت کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ اُس میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ برصغیر ہند میں انگریز کی بلاشرکت غیرے حکومت تھی۔ لہٰذا برطانیہ میں حالات کا اثر بالواسطہ برصغیر پر بھی ہوتا تھا۔ 1857ء میں برصغیر میں سیاسی طوفان نے عسکری صورت اختیار کرلی۔ انگریز کے خلاف مقامی لوگوں نے بغاوت کر دی ظاہری طور پر تو اس بغاوت میں بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب سب ہندوستانی شامل تھے لیکن اس کے کرتا دھرتا اور اصل رہنما مسلمان ہی تھے ہندوؤں کی شرکت بڑی بادل نخواستہ تھی اور اس کی وجہ بڑی ظاہر و باہر تھی انگریزوں نے برصغیر کا اقتدار مسلمان سے چھینا تھا جبکہ انگریزوں کے برصغیر میں آنے سے ہندوؤں کا صرف آقا ہی تبدیل ہوا تھا پہلے وہ مسلمانوں کے غلام تھے اور اب وہ انگریزوں کے غلام ہو گئے۔ لیکن مسلمانوں کا تخت اوندھا ہو گیا لہٰذا وہ بدترین متاثرین تھے۔ اس جنگ کو مسلمان جنگ آزادی کہتے ہیں جبکہ انگریز غدر اور ریاست کے خلاف بغاوت کہتے تھے۔

بہرحال آزادی کی اس جنگ کے خاتمے اور ناکامی کے بعد انگریز اس نتیجہ پر پہنچا اور بڑا درست طور پر پہنچا کہ برصغیر پر حکومت کرنے کے لیے مسلمانوں کو سبق سکھانے بلکہ صحیح معنوں میں کرش کرنے کی ضرورت ہے وگرنہ وہ کسی بھی وقت اُس کے قبضہ اور تسلط کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں، کیونکہ مسلمان اپنے مذہبی جذبہ کو بروئے کار لا کر جسے وہ جہاد کہتے ہیں دشمن کے خلاف بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جان پر بھی کھیل جاتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام عوامل کو counter کرنا ہوگا۔ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن اقدام کرنے کے لیے انہیں divide & rule کے ''سنہری اصول'' پر عمل کرنا ہوگا۔ لہٰذا ایک طرف انگریز اور ہندوؤں نے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں سے تنگی اور ناروا سلوک کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دوسری طرف غلام احمد قادیانی کے ذریعے جو شعر و شاعری بھی کرتا تھا، اُس سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور جہاد کے خلاف پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا۔ اُس کا ایک شعر:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

برصغیر کے مسلمانوں کی بدقسمتی غلام احمد قادیانی ایک بہت بڑا عالم دین تھا گمراہ ہونے سے پہلے اُس نے کئی مذہبی مناظروں میں بڑے بڑے پادریوں کو شکست فاش دی لیکن ہوس دنیا اور شہرت کی بے لگام خواہش نے اُسے دین اسلام کا دشمن بنا دیا۔ بہرحال انگریز کے ایجنڈے کو تکمیل دیتے ہوئے اُس نے برصغیر کے بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ گویا انگریز مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے میں کسی حد تک کامیاب ہو گیا۔ ہندو اگرچہ پہلے ہی انگریز سے مراعات حاصل کر کے اُس کے حلیف بن چکے تھے لیکن دنیا خاص طور پر یورپ میں جمہوریت کے غلغلے نے پانسہ پلٹ دیا۔ ہندو نے یہ راز پا لیا کہ اگر ہندوستان میں جمہوریت آتی ہے تو وہ برصغیر میں حکمران بن سکتے ہیں جو طاقت کے بل بوتے پر یعنی شمشیر زنی سے اُن کے لیے صدیوں سے ممکن نہیں تھا۔ یہاں ضمنی طور پر عرض کر دیا جائے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے کا دعویٰ کرنے والے ہندو کسی دور میں بھی پورے ہندوستان پر حکومت قائم نہ کر سکے تھے۔ مغلوں نے سب سے پہلے ہندوستان کو متحد کر کے مرکزی حکومت قائم کی۔ بعدازاں انگریزوں نے ہندوستان سمیت سارے برصغیر پر حکومت کی۔ اب ہندو کو تخت و تاج کے خواب آنا شروع ہو گئے اور اُس نے اپنے خوابوں کی تعبیر پا لینے کے لیے انگریزوں کو برصغیر سے نکالنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اُدھر عالمی جنگوں نے انگریز کو کمزور کر دیا تھا۔

انگریز قوم سے بہت سے اختلافات کے باوجود یہ اعتراف لازم ہے کہ وہ ایک دور بین قوم ہے حالات کو سمجھ لینا، اپنی قوت اور حیثیت کا صحیح اندازہ کرنا، مستقبل پر گہری نظر رکھنا اور کوئی بڑا قدم اُٹھانے سے پہلے ناپ تول کر لینا اور اُس کے منطقی انجام کا ادراک کرنا اُن کی بنیادی صفات ہیں جو اُن کے لیے بڑی سود مند رہیں۔ لیکن جس طرح ایک انسان عقل کل نہیں ہوتا لغزشوں اور خطاؤں سے پاک نہیں ہوتا، ہوس اقتدار میں خود فریبی کا شکار ہو جاتا ہے یہی معاملہ معاشروں اور اقوام کا ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر کمالے را زوالے کا اصول کارفرما ہوتا ہے جس سے یہ سب یعنی فرد، معاشرہ اور قوم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار کر مر جاتے ہیں یا زخمی ہو جاتے ہیں۔

برطانیہ بھی سورج غروب نہ ہونے والی سلطنت سے پھر ایک چھوٹے جزیرہ کی حیثیت سے واپس آ گیا۔ سدا بادشاہی اللہ کی اور صرف اللہ کی۔ بہرحال انگریز نے صورت حال کا صحیح اندازہ لگاتے ہوئے برصغیر کی آزادی کے راستے میں اب کم از کم کوئی عسکری سطح کی رکاوٹ ہرگز نہ ڈالی۔ 1885ء میں ہندوؤں نے کانگرس کے نام کی سیاسی جماعت بنالی۔ برصغیر میں اُس وقت مہاتما گاندھی کانگرس کا باقاعدہ ممبر نہ ہونے کے باوجود ہندوؤں کا رہنما اور رہبر تھا۔ اسی کی لیڈرشپ میں کانگرس نے ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک شروع کر دی جو برصغیر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ انگریز کو برصغیر سے نکالنے کے بعد اُس وقت ہندو خاص طور پر اُن کے رہنماؤں کو چندر گپت موریہ سے بھی بڑی سلطنت کے تخت پر براجمان ہونا صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ خوشی سے پاگل ہوئے جا رہے تھے۔ پھر یہ کہ مسلمان عوام 1857ء کی شکست اور انگریز کی زیادتیوں سے مایوسی کا شکار تھے اور مسلمانوں کے اکثر لیڈر انگریز کی مداح سرائی اور چاپلوسی سے عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے اور آزادی کے نام سے ناواقف ہو چکے تھے۔ انگریزوں کی بخشی ہوئی زمینوں کی وجہ سے راجے مہاراجے اور نواب بنے بیٹھے تھے۔ بہرحال نواب وقار الملک جیسے بھی کچھ نواب اور راجے تھے جو انگریز سے تعاون تو کر رہے تھے لیکن اس تعاون نے غلامی کی صورت اختیار نہیں کی تھی۔ 1906ء میں ڈھاکہ میں نواب وقار الملک کی رہائش گاہ پر مسلمانوں نے بھی ایک سیاسی جماعت مسلم لیگ ہند کے نام سے بنانے کا فیصلہ کیا۔ سچی بات یہ ہے کہ اُس وقت تک مسلم لیگ کے قیام کا مقصد سیاسی گپ شپ کے لیے ایک پلیٹ فارم قائم کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ لیکن کانگرس بڑی سنجیدگی سے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی ہندوؤں کے مظاہرے بھی جاری تھے اور گاندھی کے وقتاً فوقتاً مرن برت بھی جاری تھے اور انگریز سے ہندوستان چھوڑنے کا مطالبہ بڑی شدت سے ہو رہا تھا اُس وقت تک مسلمانوں کا رویہ کوئی ایسا جارحانہ نہ تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ مسلمان جانتا تھا کہ اُسے ثانوی درجہ کا شہری بنا دیا گیا ہے۔ محمد علی جناح جنہوں نے اپنا سیاسی کیریئر کا آغاز کانگرس سے کیا تھا وہ ایک عرصہ تک کوشش کرتے رہے کہ کانگرس اور مسلمانوں یا مسلم لیگ کے درمیان پُل کا کردار ادا کریں اور انگریز کو ہندوستان سے رخصت کریں۔ اُنہوں نے ایک وکیل ہوتے ہوئے سیاست میں بھی اپنی ایک حیثیت قائم کر لی تھی اُن کے سیاسی قد کاٹھ کو پورے ہندوستان میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا۔ کچھ عرصہ کانگرس میں رہنے کے بعد ہندوؤں کے ناقابل فہم رویہ سے مایوس ہو کر وہ مسلم لیگ میں آ گئے اور

اپنی توانائیوں کا مرکز مسلم لیگ کو بنا لیا۔ لیکن مسلم لیگ کے بارے میں انہیں معلوم ہوا کہ یہ نوابوں کی جماعت ہے۔ عوامی سطح میں اس کی کاوشیں کہیں نظر نہیں آتی اور اس کے بڑے انگریز حکومت سے تعلقات بہتر بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ لہٰذا مسلم لیگ سے بھی مایوس ہو کر وہ انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کی بجائے خود ہندوستان سے نکل کر انگریزوں کے دیس انگلستان پہنچ گئے اور کم از کم ظاہری طور پر ہندوستان کے معاملات سے لاتعلق ہو گئے۔

البتہ عقابی نگاہیں رکھنے والے علامہ محمد اقبال ؒ جو صحیح معنوں میں چمن کے دیدہ ور تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ مسلمانانِ ہند کے بہترین اور موزوں ترین لیڈر محمد علی جناح ہی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے محمد علی جناح سے خط و کتابت کی اور انہیں ہندوستان واپس آ کر مسلمانوں کی قیادت کرنے کا مشورہ دیا۔ اسی دوران 1931ء میں انگلستان میں دوسری گول میز کانفرنس ہوئی جس میں علامہ اقبال کو بھی شرکت کی دعوت ملی۔ علامہ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور کانفرنس میں شرکت کے دوران محمد علی جناح سے پے در پے ملاقاتیں کیں اور انہیں ہندوستان آ کر مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کی پرزور ترغیب دی۔ محمد علی جناح اس حوالے سے متذبذب تھے، تب اُنہوں نے ایک تاریخی جملہ کہا ”ہندو ناقابلِ اصلاح ہیں اور مسلمانوں کے رہنماؤں سے جو بات میں صبح کو کرتا تھا وہ رات تک انگریز حکومت کو پہنچ جاتی تھی۔“ بہرحال محمد علی جناح کو خوش قسمتی سے کچھ کارآمد مسلمان رہنماؤں کا ساتھ میسر آ گیا۔ اس پر ہندوؤں کی جماعت کانگریس کے کان بھی کھڑے ہو گئے انہوں نے سمجھ لیا کہ ہندوستان کی آزادی کے حوالے سے معاملات کچھ اور موڑ مڑ رہے ہیں۔ ابھی مسلم لیگ کی طرف سے کوئی سرکاری سطح پر الگ ملک کا ذکر نہیں ہو رہا تھا۔ صرف ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیاں اور ان کے بنیادی حقوق کا ہی باآواز بلند ذکر ہو رہا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا بطور الگ ریاست ذکر تاریخ میں بہت متنازع ہے۔ علامہ اقبال جو 1938ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تھے، انہوں نے الہ آباد میں مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک اسلامی ریاست تقدیرِ مبرم ہے۔ لیکن انہوں نے پاکستان کا نام نہیں لیا تھا۔ البتہ مسلم لیگ اب ایک ایسی تحریک بن چکی تھی جسے انگریز ہندوستان میں کسی فیصلہ کرنے کے حوالے سے ignore نہیں کر سکتا تھا۔ کانگریسی رہنما خاص طور پر مہاتما گاندھی یہ صورتِ حال دیکھ کر کہ معاملات کس طرف جا رہے ہیں، بری طرح تڑپ رہے تھے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ 23 مارچ 1940ء کا مسلم لیگ کا مشہور زمانہ منٹو پارک میں اجلاس جس میں مسلمانانِ ہند کے لیے الگ ریاست قائم کرنے کا ذکر تو ہے لیکن اس اجلاس میں بھی پاکستان کا باقاعدہ نام نہ لیا گیا۔ علامہ اقبال کے ایک فلسفی، ملی شاعر، مسلمانانِ ہند کا ہی نہیں عالمِ اسلام کا سیاسی اور مذہبی رہبر و رہنما ہونے کے حوالے سے ہرگز دو رائے نہیں ہیں لیکن یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ ہندوستان سے الگ ہونے والی مذہبی ریاست کا نام پاکستان ہوگا، اس کا سہرا چودھری رحمت علی مرحوم کے سر پر ہے۔ لہٰذا اگرچہ مسلم لیگ نے سرکاری سطح پر پاکستان کا نام ابھی استعمال کرنا شروع نہیں کیا تھا لیکن چودھری رحمت علی نے اس حوالے سے جو عوامی سطح پر کام کیا تھا اور ان کی تحریریں عوام نے پڑھی اور سنی تھیں جس سے پاکستان کا نام عوامی سطح پر سامنے آ چکا تھا۔

23 مارچ کے منٹو پارک لاہور کے جلسہ کی ہندو پریس نے اپنے روایتی تعصب کی بنیاد پر یوں رپورٹنگ کی کہ اسے باقاعدہ پاکستان کا بحیثیت ریاست مطالبہ قرار دے دیا۔ یہ درحقیقت عیار کوے کا گوبر میں گرنا تھا۔ جو کام کرنے اور نام لینے میں مسلم لیگ ابھی کچھ ہچکچا رہی تھی وہ دشمن نے کر دیا۔ مسلم لیگ نے بھی اب اسے سرکاری طور پر تسلیم کر لیا کہ ان کا پاکستان کے نام سے ایک الگ ریاست کا مطالبہ ہے۔ پھر گاندھی اور محمد علی جناح جو اب قائداعظم بن چکے تھے اُن کے درمیان مذاکرات کا ایک طویل سلسلہ چلا اور اس میں بہت نشیب و فراز آئے جن کا ذکر طوالت کا باعث بنے گا۔ ان میں کیبنٹ مشن کا قائداعظم کا تسلیم کرنا اور بعد ازاں پنڈت نہرو کے ایک جملہ سے اُن کی بدنیتی سامنے آنے پر قائداعظم کا کیبنٹ مشن کو تسلیم کرنے سے پیچھے ہٹ جانا ہے۔ بہرحال ان مذاکرات میں کانگریس اور گاندھی روایتی عیاری اور مکاری کا مظاہرہ کر رہے تھے جبکہ قائداعظم کی straight forward ness بڑی واضح ہو کر سامنے آ رہی تھی۔ اس حوالے سے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے لیے ایک ہی مثال کفایت کرے گی۔ ایک اجلاس کے بعد قائداعظم نے مہاتما گاندھی سے ایک سیدھا سوال کر کے جواب کا مطالبہ کیا، لیکن گاندھی جو خود کو ایک روحانی رہنما کے طور پر بھی پیش کرتے تھے۔ وہ فوری طور پر کوئی واضح جواب دینا نہیں چاہتے تھے لہٰذا فرماتے ہیں:

"My inner light does not allow meto answer."

اس پر قائداعظم نے فوراً کہا:

"To hell with your inner light."

قصہ کوتاہ گاندھی نے اپنا آخری فیصلہ یہ کہہ کر سنا دیا کہ پاکستان میری لاش پر ہی بنے گا۔ لیکن تحریک پاکستان کو اب روکنا انگریز حکومت کے بس کی بات نہ تھی۔ پھر ایک شاعر کے اس مصرعہ نے مسلمانانِ ہند میں آگ لگا دی ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ“۔ حقیقت یہ ہے کہ اب پاکستان کا مطالبہ بالفاظِ دیگر اسلام کا مطالبہ بن چکا تھا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے دور دراز کے علاقے جن کا پاکستان کا حصہ بننے کا سوال ہی نہیں بنتا تھا وہاں کے مسلمانوں نے بھی قیامِ پاکستان کے لیے مال و جان کی قربانی کا اظہار کیا۔ 3 جون 1947ء کو کانگریس کے ایک سرکاری وفد نے مسلم لیگ کے ساتھ مذاکرات میں پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے کا اظہار کر دیا لیکن پنڈت نہرو کی سربراہی میں اس وفد کو یہ مسئلہ پڑ گیا کہ اس فیصلہ کی باپو یعنی مہاتما گاندھی کو اطلاع کون کرے۔ وفد کا کوئی ممبر یہ ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں تھا کیونکہ اس فیصلے نے تو اس خواب کو چکنا چور کر دیا تھا کہ ہندو تاریخ میں پہلی مرتبہ سارے ہندوستان پر راج کریں گے۔ اُنہیں اپنی ساری جدوجہد مٹی میں ملتی ہوئی محسوس ہوئی۔ بہرحال انہوں نے وقتی طور پر یہ کڑوا گھونٹ بھرنا منظور کر لیا۔ البتہ ساتھ اندر کی خواہش بھی سامنے آ گئی کہ پاکستان اپنا الگ وجود چند ماہ سے زیادہ قائم نہیں رکھ سکے گا یہی وجہ ہے کہ وہ آج تک پاکستان کو دلی طور قبول نہیں کر سکے۔

اُس وقت کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ مسلمانانِ ہند کے لیے کسی طرح بھی ایک سود مند پلان نہ تھا۔ اصل میں قائداعظم پر بے تحاشہ دباؤ تھا اور تاثر یہ دیا گیا کہ یہ قبول کر لو ورنہ کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ شنید یہ ہے کہ قائداعظم کو کہا گیا تھا کہ ہم بصورتِ دیگر معاملات کو جوں کا توں چھوڑ کر چلے جائیں گے پھر مسلمانوں کو خود ہندو اکثریت سے نمٹنا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے قائداعظم نے فیصلہ کیا کہ سارا جا رہا ہے تو تھوڑے پر قناعت کر لی جائے اور انہوں نے بادلِ نخواستہ کیبنٹ مشن پلان قبول کر لیا لیکن آسمانوں پر کچھ اور فیصلے ہو چکے تھے۔ پنڈت نہرو جیسا گھاگ سیاست دان یہ کہنے کی غلطی کر بیٹھا کہ 10 سال کے بعد کون کسی کو الگ ہونے دے گا۔ قائداعظم نے فوری ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے حریف کی نیت میں فتور ہے لہٰذا ہم اس کیبنٹ مشن کو رد کرتے ہیں۔ اُدھر مسلم لیگ کی تحریک پاکستان روز بروز زور پکڑتی جا رہی تھی۔ تقسیم ہند کے حوالے سے اس تاریخی حقیقت کو بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ جہاں مسلمانانِ ہند نے مال و جان کی بازی لگا دی تھی وہاں نئی سپر پاور امریکہ کی خواہش تھی کہ سوویت یونین اور بھارت کے درمیان ایک مذہبی ریاست ہونا چاہیے جو سوویت یونین کے کمیونزم کا سیکولر بھارت سے سرحدی ملاپ نہ ہونے دے۔ اس لیے کہ یہ امریکہ کے مفادات

کے خلاف تھا اور سرمایہ دارانہ نظام پر چوٹ پڑ سکتی تھی۔

لہٰذا ان اسباب اور وجوہات کی بنا پر ہندوستان کو متحد رکھنے اور پاکستان کے قیام کو روکنے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔ یاد رہے کہ پاکستان کے قیام کے راستے میں صرف ہندوؤں کی جماعت کانگرس ہی رکاوٹ نہیں تھی بہت سے مسلم شخصیات اور مسلمانوں کی جماعتیں بھی پاکستان کا بننا مسلمانوں کے لیے ضرر رساں قرار دے رہی تھیں۔ یہاں راقم، ان سب کے بارے میں یہ کہنا کہ خدانخواستہ وہ مسلمانوں کے غدار تھے یا بہی خواہ نہیں تھے مکمل طور پر غلط اور انتہائی لغو بات سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنی اپنی سوچ کا زاویہ ہے اُن کا نقطہ نظر یہ تھا کہ ہندوستان متحد رہے گا تو مسلمانوں کی قوت بھی متحد رہے گی اور پاکستان بننے کی صورت میں چونکہ تمام مسلمان پاکستان کی طرف ہجرت نہیں کر سکیں گے لہٰذا مسلمانوں کی قوت تقسیم ہو جائے گی۔ گویا وہ اصلاً مسلمانوں کے خیر خواہ ہی تھے صرف زاویہ نگاہ کا فرق تھا۔ اس نظریہ کی حامی شخصیات میں ابوالکلام آزاد، مولانا مودودی اور حسین احمد مدنی ؒ بھی تھے اور جماعتوں میں جمیعت علماء اسلام ہند اور جماعت اسلامی جیسی بڑی جماعتیں بھی تھیں۔ ان شخصیات اور جماعتوں کے بارے میں یہ سوچنا کہ وہ مسلمانوں کے بہی خواہ نہ تھے انتہائی غلط اور گمراہ کن سوچ ہے۔ حسین احمد مدنیؒ کا اندازِ فکر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے آپ نے ایک روز اپنے مریدین کو بتایا کہ انہیں کشف ہوا ہے کہ پاکستان کا بننا اللہ تعالیٰ کے ہاں طے ہو چکا ہے اس پر مریدوں نے کہا کہ حضرت پھر ہم کیوں پاکستان بننے کی مخالفت کر رہے ہیں؟! اس پر حضرت نے ایسی بات کہی جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے آپ نے فرمایا: ''ہم نے اپنا کام زمینی حقائق کے مطابق کرنا ہے جبکہ فیصلے مشیت ایزدی کے ہی مطابق ہوں گے''۔ لہٰذا آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بھارت میں جو مسلمانوں کے ساتھ تقسیم کے بعد سلوک ہوا اس نے ثابت کیا کہ ہند کی تقسیم اور پاکستان کا قیام ہی بہتر فیصلہ تھا لیکن موجودہ حالات اور اُن سے نتائج کے حوالے سے بھی یہ سمجھنا ہوگا کہ ان مسلمان شخصیات اور اسلامی جماعتوں کے خدشات کوئی ایسے غلط نہ تھے یہاں یہ بھی نوٹ کریں کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے یہ بھی کہا تھا کہ پاکستان میں اسلام نہ آسکے گا اور بھارت میں مسلمان امن نہ پاسکیں گے۔ اُن کا صاف اشارہ یہ تھا کہ جو لوگ پاکستان بنانے میں آگے آگے ہیں اُن کا اسلام کے ساتھ کتنا عملی تعلق ہے اور وہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے کیا کر سکیں گے جس کا نتیجہ بقول مولانا یہ نکلے گا کہ پاکستان کمزور ہو جائے گا بلکہ انتہائی کمزور ہوگا اور بھارت میں مسلمانوں کے تحفظ کے لیے کچھ نہ کر سکے گا۔ لہٰذا اُن کے بقول دونوں صورتوں میں مسلمان نقصان میں رہیں گے۔ اہلِ پاکستان کو اُن سے اختلاف کرنے کا پورا پورا حق ہے لیکن زمینی حقائق اور اپنی موجودہ صورت حال پر بھی ناقدانہ نگاہ ڈالنے کی بھی ضرورت ہے۔

قصہ مختصر انگریز سے آزادی حاصل کرنے کے حوالے سے ہندوؤں کی جماعت کانگرس نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی اور مسلمانوں کی جماعت نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ فرق صرف یہ تھا کہ ہندو ہندوستان کو متحد رکھنا چاہتے تھے اور مسلمان ہند کو تقسیم کر کے پاکستان حاصل کرنا چاہتے تھے مسلمان کامیاب ہوئے اور پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔ آج بھارت اور پاکستان کے حالات کا دیانت داری اور غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے تو کیا انگریز کو دیس نکالا دے کر ہندو بھارت میں اور مسلمان پاکستان میں ایسی زندگی گزار رہے ہیں کہ کہا جائے کہ تقسیم اور آزادی عوامی سطح پر بڑی ثمر آور ہوئی ہے لوگ خوشی سے نہال ہیں اور ترقی کے زینے طے کر رہے ہیں۔ یاد رہے بات اکثریت کی ہوتی ہے تو اکثریت کا جواب واضح نفی میں ہے ایسا کیوں ہوا؟ تاریخ اس کا واضح جواب دیتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی قوم اپنے بنیادی نظریہ سے ہٹ جائے تو وہ اوّل تو کامیاب ہی نہیں ہوگی اور اگر کوئی بہتری ہوگی تو وہ جزوی اور عارضی ہوگی اور جلد قوم اندھیروں میں ٹھوکر کھانے لگے گی۔ سوویت یونین اپنے نظریہ کمیونزم سے دور ہوا تو شکست و ریخت کا شکار ہو گیا۔ تقسیم ہند کے وقت مسلم لیگ نے ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کا نعرہ لگایا تھا یا اس سے متاثر ہوئے تھے۔ قائداعظم کی بات آن دی ریکارڈ ہیں کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا تو انہوں نے کہا کہ پاکستان کا آئین تو چودہ سو سال پہلے تشکیل پا گیا تھا۔ یہ اعتراف نہ کرنا بدترین ہٹ دھری ہوگی کہ تحریک پاکستان کو اسلام کا انجکشن لگا تو وہ کامیاب ہوئی اور صاف بات ہے شروع شروع میں اس کے لیے کوشش بھی ہوئی۔ 1949ء میں قراردادِ مقاصد کو منظور کرنا آخر چہ معنی دارد۔ 1951ء میں اسلام کے عملی نفاذ کے حوالے سے 31 علماء کے 22 نکات نے تو میدان صاف کر دیا تھا کوئی رکاوٹ نہ رہی تھی لیکن لیاقت علی کی شہادت جو ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت ہوئی تھی، اس کے بعد ریک گیئر لگ گیا۔ پاکستان اور مسلمانانِ پاکستان پستی کی گہرائیوں میں ڈوبتے چلے گئے۔ نظریہ پاکستان عملی طور پر دفن ہوتا چلا گیا اور ہم تسلیم کریں یا نہ کریں ہم سیکولرازم کی لپیٹ میں آتے چلے گئے۔ اسلام جو مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان سیمنٹ کا کام دے رہا تھا بیچ میں سے نکل گیا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا، وہ پاکستان جس نے اپنا پہلا بجٹ غیر ملکی قرضہ کے بغیر بنایا تھا۔ آج قرض کے پہاڑوں تلے دبا ہوا ہے۔

نظریہ پاکستان سے لاتعلقی ایک ایسی تباہ کن اور دل سوز سانحہ ہے کہ آج یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ ہمارا وجود ہے مگر نہیں ہے۔ اسلام پاکستان کی بنیاد اور جمہوریت ذریعہ تھی، آج نہ اسلام ہے نہ جمہوریت۔ پاکستان کی داخلی اور خارجی پالیسیاں ہمارے دوست نما دشمن بناتے ہیں۔ بجٹ IMF بنا کر دیتا ہے، ہم چوں چراں نہیں کر سکتے۔ محتاجی ہی محتاجی ہے کہ ہم سر اٹھا کر چل نہیں سکتے۔ اس تھوڑے کو بہت سمجھیں، ماؤف ذہن اور خون خون ہوا دل اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا یا کہنا نہیں چاہتا۔

کاش ہم نظریہ پاکستان یعنی اسلام سے روگردانی نہ کرتے تو آج یہ دیس صحیح معنوں میں پاکستان ہوتا۔ بھارت کا معاملہ تھوڑا سا مختلف ہے بھارتی لیڈر شپ نے کسی نظام کا اعلانیہ وعدہ تو نہیں کیا تھا لیکن وہ سیکولر نظام کے علاوہ کوئی تصور نہیں رکھتے تھے۔ مودی سرکار سے پہلے بھارت خواہی نخواہی سیکولر بنیادوں پر کام کرتا رہا۔ خاص طور منموہن سنگھ کا وزیر اعظم بننا، ان کے سیکولر ہونے کا ثبوت تھا۔ ان کے لیے بہت مفید رہا اور ان کی اکانومی دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی رہی۔ لیکن مودی کے ہندوازم نے بھارت کی بنیادوں پر بے دریغ کلہاڑا چلا دیا۔ گویا بات کچھ اس طرح ہو گئی کہ اسلامی نعروں کے باوجود پاکستان اسلام سے دور ہوتا چلا گیا اور سیکولرازم کا نعرہ لگانے والا بھارت ایک ہندو مذہبی ریاست کی شکل اختیار کرنے لگا صاف معلوم ہو رہا ہے کہ سیکولرازم سے دوری بھارت کو تباہ و برباد کر دے گی اور بھارت کے مسائل اتنے سنگین ہوتے جا رہے ہیں کہ ان کا شاید کوئی حل ہی نہ نکل سکے اور بھارت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اس وقت بھارت کے بہت سے ڈویژن اور تحصیلیں ایسی ہیں جہاں حکومتی رٹ نام کی کوئی چیز نہیں۔

راقم انتہائی دیانت داری اور کسی تعصب کے بغیر یہ کہنا چاہتا ہے کہ پاکستان اب بھی اگر عملی طور پر اسلام کی طرف اپنا رخ کر لے تو بہت جلد بہتری ہو سکتی ہے۔ لیکن مودی نے سیکولرازم کا راستہ چھوڑ کر بھارت کو ایسے گھمبیر اور لاینحل مسائل میں پھنسا دیا ہے کہ بھارت پاکستان سے کہیں زیادہ گھمبیر مسائل میں پھنس چکا ہے۔ بہر حال ہماری پاکستان کے عوام اور حکمرانوں کے لیے دعا ہے کہ وہ ترک کردہ صراط مستقیم پر واپس آ جائیں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنا دیں۔ آمین یارب العالمین!

اپنے آپ اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ!

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

بحیثیت مسلمان ہمارا اصل نصب العین یہ ہے کہ ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا حاصل کریں، ہمیں میدانِ حشر کی سختیوں سے بچالیا جائے، جہنم سے چھٹکارا حاصل ہو جائے، اور ہمیں اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں داخل فرمادے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا بخوبی علم ہو، تاکہ ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کر کے رضائے الٰہی کے امیدوار بن جائیں۔ انہی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے ہم تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے ہیں۔

تنظیم اسلامی کے رفیق ہونے کے ناطے، جب ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم جس معاشرے کا حصہ ہیں، اس کی اکثریت کا تصورِ دین نہ صرف محدود ہے بلکہ مسخ شدہ بھی ہے۔ نماز، روزہ اور چند دیگر انفرادی اعمال کو ہی اصل دین سمجھا جا رہا ہے۔ اس صورتِ حال میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے تو ہم اپنی اصلاح پر کمربستہ ہو جائیں۔ ہمارے دین کے مطلوبہ اوصاف پورے شعور اور گہرائی کے ساتھ ہمارے اندر پیدا ہو جائیں اور ہماری زندگی کا ایک مستقل حصہ بن جائیں۔ اگر دینی فرائض اور ان کے تقاضے خود ہم پر ہی پوری طرح واضح نہ ہوئے، اور ہماری ہی اصلاح نہ ہوئی، تو ہم نہ آخرت میں اپنی کامیابی یقینی بنا سکتے ہیں، اور نہ ہی اپنے اہل وعیال کی، جن سے ہم محبت کرتے ہیں اور جن پر جان نچھاور کرتے ہیں۔

سوچیے! کیا ہم ان کو جہنم کے حوالے ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں؟

انسان دوسروں کی اصلاح بھی اسی وقت بہتر طور پر کر سکتا ہے جب وہ خود بھی نیکی کا نمونہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سورۃ التحریم کی آیت 6 میں فرماتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۶﴾ ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو نہایت سخت گیر اور طاقتور ہیں، وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے، وہی کرتے ہیں۔“

اس آیت کی تشریح میں بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں اہلِ ایمان کو اُن کے اہل وعیال کے بارے میں خبردار کیا جا رہا ہے کہ بحیثیت شوہر اپنی بیویوں اور بحیثیت باپ اپنی اولاد کو دین کے راستے پر ڈالنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ یہ مت سمجھو کہ اُن کے حوالے سے تمہاری ذمہ داری صرف دنیوی زندگی فراہم کرنے کی حد تک ہے، بلکہ ایک مومن کی حیثیت سے اپنے اہل وعیال کے حوالے سے تمہارا پہلا فرض یہ ہے کہ تم انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو۔ اس کے لیے ہر وہ طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کرو جس سے اُن کے قلوب واذہان میں دین کی سمجھ بوجھ، اللہ کا تقویٰ اور آخرت کی فکر پیدا ہو جائے، تاکہ تمہارے ساتھ ساتھ وہ بھی جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔

جہنم پر بڑے تندخو، بہت سخت دل فرشتے مامور ہیں۔ وہ فرشتے مجرموں کو جہنم میں جلتا دیکھ کر اُن پر رحم نہیں کھائیں گے اور نہ ہی وہ اُن کے نالہ وشیون سے متاثر ہوں گے۔ تو کیا ہم ناز ونعم میں پلے ہوئے اپنے لاڈلوں کو جہنم کا ایندھن بننے کے لیے ان سخت دل فرشتوں کے سپرد کرنا چاہتے ہیں؟ بہرحال، ہم میں سے ہر ایک کو اس زاویے سے اپنی ترجیحات کا سنجیدگی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنے اہل وعیال کو جنت کی طرف لے کر جا رہے ہیں یا جہنم کا راستہ دکھا رہے ہیں۔ اپنے بہترین وسائل خرچ کر کے اپنی اولاد کو ہم جو تعلیم دلوا رہے ہیں، کیا وہ اُن کو دین کی طرف راغب کرنے والی ہے یا ان کے دلوں میں دین سے بغاوت کے بیج بونے والی ہے؟ اگر تو ہم اپنے اہل وعیال کو اچھا مسلمان بنانے کی کوشش نہیں کر رہے اور اُن کے لیے ایسی تعلیم وتربیت کا اہتمام نہیں کر رہے جو انہیں دین کی طرف راغب کرنے اور فکرِ آخرت سے آشنا کرنے کا باعث بنے تو ہمیں جان لینا چاہیے کہ ہم محبت کے نام پر اُن سے عداوت کر رہے ہیں۔“ (بیان القرآن جلد ہفتم ص 289)

اگر ہم خود دین کے تقاضے اچھی طرح سمجھ چکے ہیں، دین کا فلسفہ اور دین کا نظام ہم پر اچھی طرح واضح ہو چکا ہے، اور قرآن مجید کے ذریعے کسی درجے میں ہم شعوری ایمان بھی حاصل کر چکے ہیں، تو ہم جس بھی درجے میں ہوں گے، چین سے نہ بیٹھ سکیں گے۔ اپنے والدین، بہن بھائی، ازواج اور اولاد سے ہماری محبت کا تقاضا یہی ہوگا کہ ہم انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

تنظیم اسلامی کا رفیق ہونے کے ناطے ہمارا نصب العین تو یہی ہے کہ ہمیں اُخروی نجات اور رضائے الٰہی حاصل ہو جائے۔ اس کا طریقہ کار یہی ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم خود اپنی بھی اصلاح کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ درجہ بدرجہ اپنے اہل وعیال، دوست احباب اور رشتہ داروں کو بھی دین پر چلنے کی دعوت دیں، اور ان کی اصلاح بھی ہمارے مقصدِ زندگی کا حصہ بن جائے۔ والدین اگر خود نماز پابندی سے پڑھتے ہوں، تفکر اور تدبر کے ساتھ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہوں، سچائی اور تقویٰ کے راستے پر چلنے کی جدوجہد کر رہے ہوں، خواہشاتِ نفسانی سے اپنے آپ کو روکتے ہوں، غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پانے والے ہوں۔ تو لازماً اولاد پر بھی ان باتوں کا اثر ہوگا۔ عملی نمونہ زبانی نصیحت سے کہیں زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اسلام میں خاندان کو بنیادی اکائی کی حیثیت حاصل ہے۔ ایک صالح خاندان پورے معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص نگہبان (ذمہ دار) ہے، اور تم میں سے ہر شخص سے اُس کی رعیت (یعنی جن کی ذمہ داری اُس کے سپرد ہے) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“ (متفق علیہ)

مطلب یہ ہے کہ ہم نہ صرف اپنے بارے میں بلکہ اپنے گھر والوں کے بارے میں بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور جواب دہ ہیں کہ ہم نے سیدھے راستے کی طرف اُن کی رہنمائی کی تھی یا نہیں، ہم نے ان کے سامنے ایک عملی نمونہ پیش کیا تھا یا نہیں۔ بطور رفیق تنظیم اسلامی یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے کہ اپنے اہل خانہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اور قرآن سے جوڑا جائے، انہیں حدیث اور سنت کی عملی تعلیم دی جائے، انہیں عبادات، معاملات اور بنیادی اخلاقیات کا نہ صرف واضح شعور دیا جائے بلکہ یہ

تمام معاملات اُن کی عملی زندگی کا ایک حصہ بن جائیں۔

اسی طرح ضروری ہے کہ بچپن ہی سے انہیں نماز کی عادت ڈالی جائے۔ فرمانِ نبوی ﷺ:

''اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کرو۔'' (ابوداؤد)

قرآن اور نماز کے ساتھ ساتھ بچوں کو شرم و حیا، سچائی و ایمانداری، حلال و حرام کی تمیز، بزرگوں اور والدین کا ادب وغیرہ جیسی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ جب بچے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں تو اب اُن کو دین کے اجتماعی فرائض، مثلاً دعوت و تبلیغ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اقامتِ دین کے تصورات بھی سمجھائیں۔ ہمارے اسلاف اپنی اولاد کی دینی تربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ وہ انہیں دنیا کی آسائشوں سے بے رغبتی کی تعلیم دیتے۔ انہیں اپنی اولاد کی دنیا سے زیادہ آخرت کی کامیابی کی فکر ہوتی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اپنی اولاد کی تربیت کا خاص اہتمام فرماتے اور اُن کو رات کے وقت عبادت کے لیے بیدار کرتے۔ انہیں نیکی کی ترغیب دیتے اور برائیوں سے منع کرتے تھے۔ موجودہ دور میں والدین کو بہت سے نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ شر سے آلودہ معاشرہ، بے حیا اشتہاری مہمات اور بل بورڈز، سوشل میڈیا، موبائل اور انٹرنیٹ پر بے حیائی اور فحاشی، اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں کا ماحول، برے دوست اور بری سوسائٹی ایسے مسائل ہیں جن کا نہ چاہتے ہوئے بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دوسری طرف نہ گھروں میں دینی ماحول ہے، نہ ہی درس گاہوں میں۔ مساجد میں دینی تعلیم کی طرف کم اور فرقہ پرستی کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ ان حالات میں گھر میں دینی ماحول بنانا پہلے سے بھی کہیں زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس زہریلے ماحول میں والدین کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ وہ نہ صرف اپنی اولاد کی گھر میں دینی تربیت کی طرف توجہ دیں بلکہ اپنی اولاد کے دوستوں، ان کی مصروفیات اور ان کی آن لائن سرگرمیوں پر بھی گہری نظر رکھیں اور ان کی صحیح رہنمائی کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی بھی اصلاح کریں اور اپنے گھر والوں کی بھی اصلاح کریں۔ اللہ رب العزت صحیح معنوں میں ہمیں نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ مبارک پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

پریس ریلیز 31 جولائی 2026ء

امریکہ کے اپنے اتحادیوں کے ساتھ ایران پر مسلسل حملوں نے دنیا کو عالمگیر جنگ کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اِن مشکل حالات میں پاکستان کے لیے راہِ نجات اللہ کی ماننے اور عوام کی ناراضگیاں دور کرنے میں مضمر ہے۔ اُمّتِ مُسلمہ مل کر قرآن اور اُسوۂ رسول ﷺ سے جڑے گی تو طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کر سکے گی۔

شجاع الدین شیخ

امریکہ کے اپنے اتحادیوں کے ساتھ ایران پر مسلسل حملوں نے دنیا کو عالمگیر جنگ کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ ان مشکل حالات میں پاکستان کے لیے راہِ نجات اللہ کی ماننے اور عوام کی ناراضگیاں دور کرنے میں مضمر ہے۔ اُمّتِ مُسلمہ مل کر قرآن اور اُسوۂ رسول ﷺ سے جڑے گی تو طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کر سکے گی۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی ایران کے خلاف بڑھتی ہوئی جارحیت اور ایران و حوثیوں کے عرب ممالک پر حملوں نے پورے خطے کو آگ کی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلم ممالک کی آپس کی خانہ جنگی سے فائدہ صرف اسرائیل کو ہو رہا ہے اور ناجائز صہیونی ریاست ''گریٹر اسرائیل'' کے ابلیسی و دجالی منصوبے کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ غزہ میں مسلمانوں کی نسل کشی جاری ہے۔ صہیونی آبادکار، اسرائیلی وزراء کے ہمراہ آئے روز مسجد اقصیٰ پر دھاوا بول دیتے ہیں اور اب کھلے عام مسجد اقصیٰ کو (معاذ اللہ!) شہید کر کے اُس کی جگہ تھرڈ ٹیمپل بنانے کے دعوے کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اسرائیل بھارت کے ساتھ مل پاکستان کی نظریاتی اساس اور ایٹمی قوت کو زیر کرنے پر بھی تلا ہوا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ حکومتِ پاکستان کو اب خوابِ غفلت سے بیدار ہونا ہوگا۔ عوام پر جاری ظلم و جبر کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں جاری اندھا دھند آپریشن سے عوام میں بے چینی، اضطراب اور حکومت و ریاست مخالف جذبات پنپ رہے ہیں۔ آزاد کشمیر میں نام نہاد الیکشن کی عوامی قبولیت نہ ہونے کے برابر ہے اور اگرچہ غلطیاں جوائنٹ ایکشن کمیٹی سے بھی ہوئی ہیں اور آزاد کشمیر کے کئی شہروں میں خون بہا ہے لیکن ریاست کو صبر و تحمل اور شفقت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ صرف شرپسند عناصر، جن میں کچھ بھارتی سرپرستی میں امن و امان کو بگاڑ رہیں، کو ٹارگٹ کر کے عوام کی حقیقی ترجمان قیادت سے تمام معاملات کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کے لیے مذاکرات کرنا ہوں گے۔ ان حالات میں اگر دور اندیشی کا مظاہرہ نہ کیا گیا تو کسی بڑے نقصان کا خدشہ ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ پاکستان کی بنیاد نظریہ وکلمۂ اسلام یعنی لا الٰہ الا اللہ' پر رکھی گئی تھی۔ اس نظریہ کو عملی تعبیر دی جائے گی اور ملک میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کو صحیح معنوں میں قائم و نافذ کیا جائے گا تو ہی قوم متحد ہوگی۔ پاکستان میں شریعتِ محمدی ﷺ نافذ کریں گے تو اللہ کی مدد بھی شاملِ حال ہوگی اور دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

......اٹھتے ہیں بار بار

عامرہ احسان
emira.pk@gmail.com

دو ہفتے امریکہ، ایران جنگ لڑتے، ہانپتے ہوئے اب سفارت کاری کا وقفہ لینے کو رکے ہیں۔ خبریں تو گرما گرم امریکی میڈیا کی طرف سے لگی تھیں کہ اسلحہ کم پڑ گیا ہے۔ گویا لڑتے لڑتے ہوگئی گم، ایک کی چونچ اور ایک کی دم صورت حال بن گئی؟ مگر ٹرمپ نے اسے جھٹلا کر یکسر غلط قرار دیتے ہوئے امریکی اسلحے کی فراوانی کے گن گائے۔ سرکاری طور پر یہ صرف معلومات کی ترسیل میں خلل کا نتیجہ گردانا گیا اور کہا اب سفارت کاری چلے گی۔ پاکستان اور دیگر ثالث صورت حال کی گرد جھاڑیں گے، پسینہ پونچھیں گے اور تازہ ہوا کے لیے پنکھا جھلیں گے حسب سابق۔ اس دوران امریکہ میں معروف ری پبلکن سینٹر لنڈسے گراہم، جو ٹرمپ کے قریب ترین ساتھی، اسرائیل کے زبردست حامی اور 30 سال سے کانگریس کا حصہ تھے، اچانک شہ رگ پھٹنے سے انتقال کر گئے۔ ان کے جنازے کے لیے ملول و مغموم نیتن یاہو بھی شرکت کریں گے۔ یہ اسرائیل کے لیے ایک بدشگونی ہے۔ (یہودی تو ہم پرست ہوتے ہیں) پہلے ہی نیو یارک کا میئر ممدانی نیتن یاہو کی جان کا لاگو ہے۔ اس نے بارہا نیتن یاہو کی گرفتاری کی دھمکی دی ہے۔ اگرچہ نیو یارک شہر (جہاں دنیا بھر میں یہودیوں کی دوسری سب سے بڑی آبادی موجود ہے) گرفتاری کا قانونی اختیار نہیں رکھتا۔ نیتن یاہو نے ممدانی کو نفرت انگیزی کا مرتکب قرار دیا۔ تاہم اسے فکر ہے کہ اب اسرائیل کو پہلے کی سی سیاسی حمایت حاصل نہیں۔ امریکہ میں یہودیوں کے لیے زمین تنگ ہو رہی ہے۔ یہودی وہاں خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

اب اسے ذرا گریٹر اسرائیل جنگ سے پلٹ کر توجہ دینے کا موقع ملا ہے، تو.... بدلا ہوا زمانہ تھا! نیو یارک میں سینہ تانے ممدانی للکار رہا تھا۔ لنڈسے گراہم جیسے گرم جوش حامی کی موت بڑا دھچکا تھا۔ 21 جولائی تک 18 امریکی فوجی مر چکے تھے۔ 624 زخمی تھے۔ پینٹاگون کے مطابق ایران جنگ پر 37.5 ارب ڈالر لگے ہیں۔ امریکی مرنے والوں کی تعداد پر اعداد و شمار میں الجھاؤ ڈالا جا رہا ہے۔ یہ کہہ کر کہ مثلاً اردن میں 2 امریکی فوجی 'اسلامک سٹیٹ' سے مقابلے میں مرے۔ اب نئی اصطلاح ایران جنگ کی بجائے 'غیر ملکی آپریشنز' بنا دی گئی۔ کیونکہ امریکیوں کی بڑی تعداد میں یہ غیر مقبول جنگ ہے۔

ممدانی کی دھمکیوں پر ٹرمپ نے یاہو کو اطمینان دلایا کہ وہ امریکہ میں کسی صورت گرفتار نہ ہوگا۔ (وہ تسلی رکھے، اسے عذاب کے فرشتے ایک ہی دفعہ گرفتار کریں گے کہ وہ اسی کا مستحق (سزاوار) ہے!) عجب اتفاق ہے کہ جیسے جنگ کا اہم مرکزی کردار سیاسی سفارتی اعتبار سے لنڈسے گراہم، شہ رگ پھٹنے سے اچانک چلتا پھرتا غیر متوقع طور پر مر گیا۔ عین اسی طرح افغانستان کے خلاف نام نہاد دہشت گردی کی جنگ میں، امریکہ کا جنگجو سیاستدان رچرڈ ہالبروک بھی شہ رگ پھٹنے سے ہی مرا تھا۔ (13 دسمبر 2010ء) اوباما اسے امریکی خارجہ پالیسی کی دیو ہیکل شخصیت قرار دیتا تھا۔ جو پیچیدہ جنگوں کو سفارتی، مذاکراتی عمل سے حل کرنے کا ماہر تھا۔ بوسنیا جنگ کو اسی نے ختم کروایا تھا۔ ہالبروک کو صدر اوباما خصوصی طور پر اپنا نمائندہ بنا کر لایا تھا افغانستان پاکستان کے لیے۔ مگر افغان جنگ کا تناؤ ایسا تھا کہ جب وہ امریکی سٹیٹ سیکرٹری ہیلری کلنٹن سے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ملاقات کر رہا تھا تو اچانک گر پڑا۔ اسے فوراً ہسپتال لے جایا گیا۔ 21 گھنٹے کا آپریشن ہوا۔ جب وہ آپریشن کے لیے لے جایا گیا تو اس نے وہاں بے ہوشی سے قبل موجود طبی عملے بمع پاکستانی سرجن کو کہا کہ ''ہمیں افغانستان میں جنگ کو ختم کرنا ہوگا۔'' آخری سانس تک افغان جنگ اس کے اعصاب پر سوار تھی۔ اب لنڈسے گراہم کی موت اپنے اندر بہت سے اسباق اور سامان عبرت لیے ہے۔ امریکہ اور اسرائیل دونوں کے لیے۔ افغان جنگ تو دنیا بھر کی اٹھی اور (49) جناتی فوجیں لیے آن اتری تھی نہتوں کی سرزمین پر۔ 9 سال میں ہالبروک کی شہ رگ پھٹ گئی اور انہیں مذاکرات واحد حل نظر آیا! اسی لیے اوباما نے اسے تعینات کیا تھا۔ اب غزہ کے شیروں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ انہیں بظاہر محصور اور زیر و زبر کر کے بھی نہ امریکہ کامیاب ہو پایا نہ پوری دنیا کا اسلحہ برباد کر کے اسرائیل کے ہاتھ کچھ آیا۔

اب باری ہے ایران جنگ کے نام پر مشرق وسطیٰ تباہ کرنے کی۔ صورت حال سامنے ہے۔ عرب ممالک نے امریکہ کو اڈے دینے میں ساری دولت لٹا دی۔ لیکن اب جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے وہ ان ممالک کی معیشت کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ امریکہ نے سعودیوں کے ساتھ سول جوہری ڈیل کی۔ لیکن امریکی ہر ڈیل میں پھندا ہوتا ہے۔ فوراً ہی ٹرمپ نے شگوفہ چھوڑا کہ یہ معاہدہ تب مکمل ہوگا جب سعودی عرب اسرائیل کو تسلیم کر لے گا اور ابراہیمی معاہدے پر دستخط کر دے گا۔ پچھلے دورِ صدارت میں ٹرمپ امارات، بحرین اور مراکش سے اسرائیل تسلیم کروا چکا ہے۔ یہ دباؤ دیگر مسلم ممالک کے علاوہ پاکستان پر بھی رکھا گیا۔ غزہ پر مجرمانہ، ظالمانہ نسل کشی کی بے رحم یلغار کے باوجود یہ تقاضا اخلاقی اعتبار سے لائق صد ہزار مذمت و ملامت ہے۔ اسرائیل کو اس تناظر میں تسلیم کرنے کا دباؤ امریکہ کو ان تمام جرائم میں برابر کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے جو لائق نفرین ہے۔ ایٹمی پاکستان اور حرمین شریفین کے محافظین کسی طور اُمت سے یہ غداری کبھی نہیں کر سکتے۔ خواہ کتنا ہی دباؤ، ترغیب و ترہیب کیوں نہ ہو۔ قیامِ پاکستان سے آج تک فلسطین بارے ہمارے طے شدہ موقف میں کوئی تبدیلی نہیں آسکی۔ بار بار واضح کیا جا چکا کہ سعودی عرب اور پاکستان فلسطینی ریاست کے قیام، 1967ء کی سرحدات کے مطابق، اور القدس کو اس کا دارالحکومت قرار دیے بغیر راضی نہیں۔

اور اب تو یہ مطالبہ مسلم سرحدات عبور کر کے دنیا کے سبھی ممالک اور اُن کے عوام کا مطالبہ بن چکا ہے۔ قیدیوں پر مظالم، اب مغربی کنارے پر غزہ جیسے حالات پیدا کرنا اور جنگ بندی و دیگر بین الاقوامی قوتوں کی شراکت سے کیے گئے تمام معاہدے توڑ ڈالنا ہرگز قابل قبول نہیں۔

گئے دن کہ تنہا تھے ہم انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

ادھر بحر احمر اور حوثیوں کے قبضے میں باب المندب! یہ غنیمت ہے کہ حوثیوں نے واضح کر دیا کہ وہ باب المندب

پر صرف سعودیوں پر بندش عائد کر رہے ہیں۔ یہ وگرنہ خطے میں شدید تناؤ کا باعث بنے گا۔ تاہم پاکستان میں تو لگتا ہے کہ دونوں بحری ناکوں نے ہمارے ٹماٹر، پیاز، دالیں، دودھ، دہی سب روک رکھا ہے۔ بجلی کا بل جھٹکے مارتا ہے۔ افغان سرحدوں پر کشیدگی نے ہمارے تازہ پھل، گھیرے، سبزیاں روک رکھی ہیں۔ پانچ دریاؤں سے لبریز ملک، قطبین کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ گلیشیر رکھنے والا پاکستان! زراعت سے تہی ہو کر صرف رئیل اسٹیٹ ماسٹر ٹرمپ کے زیر سایہ رقبوں کی خرید و فروخت اور بلند و بالا عمارات کا معمار اور ڈیلر ہو کر رہ گیا ہے۔ ہم تماشوں میں مصروف ہیں۔ تماشوں کو بھنڈی توری، آٹے دال کا بھاؤ کیا معلوم!

ملک میں عوام اپنی اصل شناخت ایمان و اسلام بھلائے صوبہ در صوبہ منقسم ہونے کے شوق میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ آزاد کشمیر کے انتخابات کا پہلا مرحلہ ہنگاموں اور شدید کشیدگی کی زد میں رہا۔ صورت حال نہایت سنگین ہے۔ اندریں حالات کشمیر کی حساسیت کی بنا پر پاکستان اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اسی دوران حیدر آباد میں ایم کیو ایم کے خالد مقبول صدیقی نے فرمایا کہ ان کی پارٹی اپنے علیحدہ صوبے کے مطالبے سے پیچھے نہیں ہٹی، جو سندھ میں سے وضع کیا جائے گا۔ دوسرے لیڈر مصطفیٰ کمال نے کراچی میں کہا کہ ملک بھر میں نئے انتظامی یونٹس کا نظام بنانے، نئے صوبے بنانے کی ضرورت ہے تاکہ بہتر سروسز فراہم کی جاسکیں۔ یہ بھی خالد مقبول نے فرمایا کہ نیا صوبہ زمین کے تبادلے اور مادری زبان کی بنیاد پر بنایا جائے گا۔ دونوں حضرات وفاقی وزرا بھی ہیں۔ ملکی معیشت ڈوبے چلی جا رہی ہے۔ روزگار، دانہ پانی ملے گا تو زبان بولنے کے لائق ہوگی ورنہ کہاں کی مادری زبان۔ یہاں تو ساری زبانیں انگریزی کی بھینٹ چڑھ چکیں! حکمران ان کے مسئلے انگریزی میں سلجھانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ فی الحال تو چپ ہی بھلی۔

اس وقت دنیا کے کئی خطے جنگوں کی زد میں ہیں، بشمول شرق وسطیٰ، روس، یوکرین، سوڈان، مالی، لیبیا وغیرہ۔ ان کے اسلحے لڑلڑ کے ختم ہو جائیں گے تو سیدنا مہدیؑ اور سیدنا عیسیٰ ابن مریم تشریف لا کر انہیں واپس انسانیت کے اسباق پڑھائیں گے۔ تب تک اللہ اللہ کریں!

مر مر کے زندہ ہونے کا آتا ہے ہم کو ڈھنگ
گر گر کے بار بار ہم، اٹھتے ہیں بار بار

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 تا 29 جولائی 2026ء)

جمعرات 23 جولائی: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 24 جولائی: خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نماز مغرب حلقہ کراچی وسطی کے دعوتی دورہ کے دوران گلستان جوہر میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے قرآن اکیڈمی کے لیے حاصل شدہ پلاٹ پر نوجوان رفقاء و احباب کے ساتھ ایک نشست میں گفتگو اور شرکاء کے تنظیمی فکر، طریقہ کار، سرگرمیوں نیز حالات حاضرہ اور نوجوانوں سے متعلق معاملات پر سوالات کے جوابات دیے۔

ہفتہ 25 جولائی: دن میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی قرآن انسٹیٹیوٹ، سالکین بسیرا، گلستان جوہر میں حلقہ کراچی وسطی کے زیر اہتمام چند علماء کرام سے ملاقات ہوئی۔ باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو اور علماء کرام سے ربط کے حوالے سے تنظیمی موقف اور مسائل کا ذکر ہوا۔ سہ پہر میں قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی کے اسٹوڈیو میں 31 جولائی سے شروع ہونے والی ملک گیر مہم بعنوان ”امت مسلمہ کی حالت زار اور راہ نجات“ کے حوالے سے رفقائے تنظیم کے نام ایک پیغام ریکارڈ کرایا۔ بعد نماز مغرب RCD گراؤنڈ ملیر میں ”عالمی حالات کے تناظر میں قرآن کریم کا تصور امن اور ہماری ذمہ داریاں“ کے موضوع پر خطاب کیا۔

اتوار 26 جولائی: مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں حلقہ کراچی شمالی کے تنظیمی دورہ کے حوالے سے صبح 08:30 بجے تا 10:00 بجے حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات کے دوران ذمہ داران کے تعارف اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں اذان ظہر سے قبل تک حلقہ کے کل رفقاء کے اجتماع میں حلقہ کے تعارف، رفقاء کے سوالات کے جوابات اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز عصر ایک رفیق تنظیم سے اپنی صاحبزادی کا نکاح مسجد مذکورہ میں پڑھایا اور تذکیری گفتگو کی۔ بعد نماز مغرب یہیں سے رخصتی کا عمل انجام پایا۔

پیر 27 جولائی: دوپہر میں ماضی کے Chartered Accountancy کے پیشہ سے متعلق چند دیرینہ دوستوں سے ملاقات ہوئی جس میں مروجہ اسلامی بینکاری سے متعلق معاملات پر بھی مشاورت ہوئی۔

منگل 28 جولائی: گورنر اسٹیٹ بینک سے ملاقات کے حوالے سے بینکاری کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کرنے کے ضمن میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف کی چند رفقاء سے مشاورت کے بعد تیار کی گئی ایک دستاویز کو حتمی شکل دی۔ رات میں اپنی صاحبزادی کے ولیمہ میں شرکت، مختصر تذکیری گفتگو اور رفقاء و احباب سے ملاقات کا اہتمام ہوا۔

بدھ 29 جولائی: دن میں تنظیمی وفد (ناظم اعلیٰ، نائب ناظم اعلیٰ جنوبی زون 1 انجینئر نعمان اختر اور نائب ناظم اعلیٰ جنوبی زون 2 عارف جمال فیاضی) کے ہمراہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے مرکزی دفتر میں ڈپٹی گورنر اور ان کی ٹیم کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ (گورنر صاحب اسلام آباد میں مصروف تھے)۔ تنظیم اسلامی کی جانب سے بینکاری کو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کرنے کے حوالے سے تجاویز پر گفتگو نیز اسٹیٹ بینک کے تحت ہونے والی پیش رفت پر مفید گفتگو ہوئی۔ دوپہر میں 30 جولائی جمعرات کو تنظیمی وفد کی گورنر پنجاب سے ہونے والی ملاقات کے حوالے سے ایک مشاورتی اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیے۔ منتخب قرآنی نصاب کے حوالے سے مختلف ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کرائیں۔ چند احباب سے تعزیت و عیادت کے حوالے سے رابطہ اور ملاقات رہی۔

دعویٰ نہیں، قربانی سچائی کی دلیل ہے

شوکت اللہ شاکر

عربی ادب میں ایک نہایت بلیغ اور سبق آموز واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک شخص نے راستے میں ایک عورت کو دیکھ کر کہا: ''میں نے اپنی زندگی میں تم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔'' عورت نے جواب دیا: ''اگر میری بہن کو دیکھ لیتے، جو میرے پیچھے آرہی ہے، تو معلوم ہوتا کہ وہ مجھ سے بھی زیادہ حسین ہے۔'' یہ سنتے ہی وہ شخص فوراً مڑا، مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ عورت نے مسکراتے ہوئے کہا: ''اے اپنے دعوے میں جھوٹے شخص! اگر تم اپنے قول میں سچے ہوتے تو میری طرف سے نظریں نہ پھیرتے۔''

یہ محض ایک لطیف حکایت نہیں بلکہ انسانی زندگی کا ایک اٹل اصول ہے کہ دعوے کی صداقت کا فیصلہ زبان نہیں، کردار کرتا ہے۔ انسان جو کچھ کہتا ہے، اس کی سچائی کا معیار اُس کا عمل ہوتا ہے۔ الفاظ اگر کردار کی تائید سے محروم ہوں تو وہ محض آوازیں رہ جاتی ہیں، حقیقت نہیں بنتیں۔

اسی لیے قرآن مجید نے اہلِ ایمان کو سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ③﴾ (سورۃ الصف) ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ بات انتہائی ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو۔''

ایمان صرف عقیدہ نہیں بلکہ ایک عہد ہے، اور ہر عہد قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ②﴾ (سورۃ العنکبوت) ''کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ صرف یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور اُن کی آزمائش نہیں ہوگی؟''

یہ آزمائش کبھی مال میں آتی ہے، کبھی وقت میں، کبھی خواہشات میں، کبھی عزت و شہرت میں اور کبھی جان تک کی قربانی کی صورت میں۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں دعوے اور حقیقت الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

آج اس حکایت کا سب سے بڑا پیغام اہلِ دعوت اور اقامتِ دین کی جدوجہد سے وابستہ افراد کے لیے ہے۔ جو پورے یقین اور اخلاص کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں، ہم خلافت کے نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ یقیناً ایک عظیم مقصد اور ایک مبارک دعوت ہے، لیکن اس کے ساتھ ایک نہایت اہم سوال بھی وابستہ ہے: کیا ہماری زندگیاں بھی اس دعوے کی گواہی دیتی ہیں؟

کیا ہمارا بہترین وقت دین کے لیے وقف ہے؟ کیا ہمارا مال اللہ کے دین کے لیے اسی فراخ دلی سے خرچ ہوتا ہے جس طرح دنیاوی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے؟ کیا ہماری علمی، فکری اور انتظامی صلاحیتیں اقامتِ دین کے لیے استعمال ہو رہی ہیں، یا ہم نے انہیں دنیاوی ترقی تک محدود کر دیا ہے؟ کیا ہم نے اپنی خواہشات، آرام، مصروفیات اور ذاتی مفادات کو اللہ کے دین پر قربان کرنے کا عزم کیا ہے؟

قرآن مجید اعلان کرتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ﴾ (سورۃ التوبہ: 111) ''بے شک اللہ نے اہلِ ایمان سے اُن کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔''

گویا ایمان کی قیمت جان و مال کی پیش کش ہے، صرف جذباتی نعروں کی نہیں۔

اسلام کی پوری تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں غلبہ انہیں عطا کیا جنہوں نے پہلے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کیا۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی پوری زندگیاں دعوت کے لیے وقف کر دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے گھر بار چھوڑے، تجارتیں قربان کیں، ہجرت کی، بھوک برداشت کی، میدان جہاد میں جانیں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں فرمایا: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ﴾ (سورۃ الاحزاب: 23) ''اہلِ ایمان میں ایسے مرد موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا اپنا عہد سچا کر دکھایا۔''

یہی وہ معیار ہے جس پر ہر دور کے داعی، ہر کارکن اور ہر تنظیم کو اپنے آپ کو پرکھنا چاہیے۔ اللہ کے دین کا غلبہ خواہشوں سے نہیں، قربانیوں سے حاصل ہوتا ہے۔ انقلاب صرف تمناؤں سے نہیں آتے، بلکہ مسلسل جدوجہد، صبر، ایثار، نظم، اطاعت اور استقامت سے برپا ہوتے ہیں۔

آئیے! آج ہم اُس عورت کے ایک جملے کو اپنے دل کی آواز بنا لیں: ''اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہوتے تو پلٹتے نہ۔'' اور پھر خود سے سوال کریں: کیا میرے اعمال میرے دعوؤں کی تصدیق کرتے ہیں؟ کیا میری زندگی کا رخ واقعی اللہ کے دین کی طرف ہے، یا میں بھی ہر نئے مفاد، ہر نئی مصروفیت اور ہر نئی خواہش کی طرف پلٹ جاتا ہوں؟

یاد رکھیے! اللہ کے دین کی سربلندی کے دعوے اُس وقت تک معتبر نہیں ہوتے جب تک ان کے پیچھے وقت، مال، صلاحیت، محنت، اطاعت، استقامت اور ایثار کی حقیقی قربانی موجود نہ ہو۔ تاریخ ہمیشہ قربانیاں دینے والوں کو یاد رکھتی ہے، دعوے کرنے والوں کو نہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے عہد کو عمل سے سچا ثابت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جن کے دعوؤں کی گواہی اُن کا کردار دے، جن کی دعوت کو ان کی قربانی قوت بخشے، اور جن کی زندگی اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے وقف ہو۔ آمین یا رب العالمین!

قولِ زریں

''جو عبادات اخلاق و کردار پر اثر انداز نہ ہو سکیں، وہ محض مشقت کے سوا کچھ نہیں۔'' (محمد غنی بابا)

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

قسط: 8

رفیق چودھری

موجودہ اُمت اور اسرائیلی قبضہ

ایک بہت بڑا سوال ذہنوں میں ضرور آئے گا کہ اگر سابقہ اُمت معزول ہو چکی ہے اور سرزمین موعود کے حوالے سے اُن سے کیے گئے عہد کی بھی تنسیخ ہو چکی ہے تو پھر آج فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ کیوں ہو رہا ہے؟ جبکہ موجودہ فلسطینی مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں جن سے اس سرزمین کا وعدہ کیا گیا تھا؟

اس سوال کا جواب بھی ہمیں اللہ کی کتابوں اور تاریخ دونوں میں مل جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم کا ہر صفحہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جب بھی سابقہ اُمت یعنی بنی اسرائیل نے دین ابراہیم کو چھوڑ کر نمرود کے دین کو اپنایا تو اللہ نے مشرک قوموں کو ان پر مسلط کر کے یا تو سخت سزا دی یا پھر انہیں مقدس سرزمین سے نکال باہر کیا۔ یہی حقیقت بنی اسرائیل کی تاریخ بھی بیان کرتی ہے اور یہی اصول موجودہ مسلمان اُمت پر بھی لاگو ہو رہا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن میں اگر تم مبتلا ہو گئے تو اس کی سزا تمہیں دنیا و آخرت میں ضرور ملے گی۔ ان پانچ چیزوں میں سے ایک یہ بیان ہوئی کہ جب تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا عہد توڑو گے تو تم پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیئے جائیں گے اور دوسری چیز یہ بھی بیان ہوئی کہ اگر تمہارے حکمران اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان آپس میں لڑائی ڈال دے گا۔ بدقسمتی سے کالونیل دور سے عالم اسلام کے حکمران اور فیصلہ کن عہدوں پر بیٹھے ہوئے لوگ عالمی دجالی نظام سے اس قدر مرعوب ہیں کہ انہوں نے یہود کی طرح ہی اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے اور زیادہ تر فیصلے طاغوتی نظام سے مرعوبیت کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کا فیصلہ صادر ہو رہا ہے۔

موجودہ اُمت کو بحیثیت مجموعی سرزمین موعود سے بالکل نکالا تو ہرگز نہیں جائے گا کیونکہ یہ اُمت صرف مخصوص نسل پر مشتمل نہیں ہے بلکہ عالمی اُمت ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں اور پوری انسانیت کے لیے ہیں، قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے اور روز قیامت تک محفوظ کر دی گئی ہے، دین کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب اُمت کا ایک گروہ یا ایک حصہ گمراہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور کو لے آئے گا۔ جیسے عرب گمراہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے تاتار کو اُٹھا دیا۔ گویا اُمت میں ایک جماعت ہر حال میں ایسی رہے گی جو دین ابراہیم پر قائم رہتے ہوئے جدوجہد کرتی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں بھی اس بات کو واضح کیا گیا ہے:

"اور میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کے دلوں کو ان کی خاطر کجی میں مبتلا رکھے گا اور ان (قوموں) کے ذریعہ ان کو رزق دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور اللہ کا وعدہ آ جائے۔" (سنن النسائی)

"جب اہل شام بگڑ جائیں گے تو پھر اس اُمت میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی اور میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا کہ جسے قیامت تک خدائی نصرت شامل حال رہے گی۔ جو انہیں ذلیل کرنا چاہے گا وہ ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔" (سنن الترمذی)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا عہد موجودہ اُمت کے ساتھ برقرار رہے گا اور اُسے سرزمین موعود (بلاد شام) سے نکالا نہیں جائے گا بلکہ ایک جماعت بلاد شام میں حق پر لڑتی رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور دجال کو ختم کر کے پوری دنیا میں اللہ کے نظام کو قائم کریں گے۔ تاہم جب جب موجودہ اُمت کی اکثریت دین ابراہیم سے دور ہو گی تو اللہ تعالیٰ مشرک قوموں کو مسلط کر کے ان کی آزمائش بڑھا دے گا۔

تاریخ بھی اسی بات کی گواہی دیتی ہے۔ 636ء سے لے کر پہلی صلیبی جنگ (1099ء) تک یروشلم کا قبضہ و کنٹرول مسلمانوں کے پاس ہی رہا لیکن اس دوران جیسے جیسے موجودہ اُمت دین ابراہیم سے دور ہوتی گئی یروشلم پر اُس کا کنٹرول کمزور ہوتا گیا، خاص طور پر مامون الرشید کے دور میں جب یونانی فلسفہ اور باطنی و قبالی علوم کا ترجمہ ہوا اور اس کے بعد اُمت مسلمہ کا ایک بڑا اور ایلیٹ طبقہ فکری و نظریاتی انتشار کا شکار ہو کر دین ابراہیم سے دور ہوتا گیا، یہاں تک کہ حسن بن صباح کی جنت اور حشاشین جیسے کئی نمرودی فتنے کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے صلیبی قوتوں کو بھیج کر اُمت مسلمہ کو سخت آزمائش میں ڈالا، بالکل اُسی طرح جس طرح سابق کافر قوموں کے ذریعے بنی اسرائیل کو آزمائش میں ڈالا تھا۔ یہاں تک کہ 1099ء میں یروشلم پر صلیبیوں کا قبضہ ہو گیا۔ پھر صلاح الدین ایوبیؒ کی جدوجہد سے مسلمانوں میں دینی بیداری کی لہر پیدا ہوئی اور اسلام سے تعلق بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے 1186ء میں یروشلم دوبارہ اُمت کو سونپ دیا۔ البتہ اس دوران اُمت سخت آزمائشوں سے گزری۔

کالونیل دور میں اُمتِ مسلمہ کا بہت بڑا حصہ نام نہاد روشن خیالی، سیکولرازم، لبرل ازم، نیشن ازم اور دیگر مغربی تصورات کا شکار ہو گیا، خاص طور پر طبقہ اشرافیہ فری میسنری اور الومیناتی جیسی تنظیموں میں شامل ہو کر دین ابراہیم سے منہ موڑ بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اسی طرح نازل ہوا جس طرح بنی اسرائیل پر ہوا تھا۔ 1918ء میں یروشلم پھر اُمت کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کے بعد سے جوں جوں موجودہ اُمت ماڈرن ازم، روشن خیالی اور دیگر خرافات کی وجہ سے دین ابراہیم سے دور ہوتی جا رہی ہے اُسی قدر اس کی آزمائش بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ جس طرح سابقہ اُمت (بنی اسرائیل) کو اللہ تعالیٰ نے نمرود کے دین پر چلنے والی مشرک قوموں کے ذریعے آزمایا تھا اسی طرح اب صیہونیوں (جو کہ نمرود کے مشرکانہ دین پر ہیں) کے ذریعے موجود مسلمان اُمت کو بھی آزمایا جا رہا ہے۔ یعنی فلسطین پر موجود صیہونی قبضہ اس لیے نہیں کہ اللہ نے اُن سے اس سرزمین کا وعدہ کیا ہے (یہ وعدہ دین ابراہیم کے سچے پیروکاروں کے لیے ہے) بلکہ یہ دین ابراہیم کے سچے پیروکاروں کی آزمائش کے لیے ہے اور اس میں خود بنی اسرائیل کے لیے بھی آزمائش ہے کیونکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اب اس سرزمین پر دوبارہ قابض ہونے کی کوشش نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں میں سے جو گروہ کسی حد تک اصل یہودیت پر قائم ہیں وہ فلسطین پر ناجائز صیہونی قبضہ کو حکم الٰہی کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں اور صیہونی ریاست کی اسی طرح مخالفت کرتے ہیں جس طرح مسلمان مخالف ہیں۔ جیسا کہ ناطوری یہودی تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں سزا کے طور پر سرزمین موعود سے نکال دیا ہے اور وہ اپنی مرضی سے واپس نہیں آ سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو

اللہ کے حکم کی نافرمانی کریں گے اور اس طرح وہ اللہ کے مزید غضب کے مستحق ٹھہریں گے۔

اسرائیل کے نام پر فلسطین پر قبضہ کرنے والے اصل یہودی نہیں ہیں بلکہ وہ صیہونی ہیں اور صیہونیت نمرود کے دین پر ہے۔ نمرود کے دین پر چلنے والوں کے ذریعے اللہ نے پہلی اُمت کو بھی آزمایا تھا اور موجودہ اُمت کو بھی آزمایا جارہا ہے۔ یہ آزمائش بڑھتی جائے گی، یہاں تک کہ اگر موجودہ اُمت بھی ابراہم اکارڈز اور ماڈرن ازم کے نام پر نمرودی دین پر چل پڑی تو مسجد اقصیٰ کو بھی گرا کر اُس کی جگہ تھرڈ ٹمپل ہی کے نام پر وہ معبد تعمیر کیا جائے گا جو نمرودی دین کا مرکز ہوگا۔ یہ کوئی پیشین گوئی نہیں ہے بلکہ سابقہ تاریخ کے تناظر میں حاصل کردہ نتائج کا نچوڑ ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ وہی تقدیر کا بدلنے والا ہے۔ (جاری ہے)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ملتزم رفیق تنظیم اور قرآن اکیڈمی لاہور میں شعبہ وکتابت کورس کے انچارج امجد علی کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0321-4927901

☆ حلقہ کراچی وسطی گلشن جمال کے رفیق محترم حمزہ خلیل کے والدہ وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0332-2345737

☆ مدیر شعبہ مطبوعات قرآن اکیڈمی لاہور محترم حافظ خالد محمود خضر کے بھانجے تنویر الحق کا انتقال ہوگیا۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے مقامی امیر محترم یاسر سعید کے ماموں وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-9100038

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے ایک سالہ کورس کے سابق طالب علم محترم ڈاکٹر محمد اشرف ملک وفات پاگئے۔

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے رفیق محترم طاہر شہزاد کیانی کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0314-5152835

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

گوشہ اطفال

سچائی: کامیابی کا واحد راستہ

حبیب آصف شیخ (شعبہ نشر و اشاعت)

ایک خوبصورت شہر کے ایک سرسبز اور پرسکون محلے میں زین نامی دس سالہ ایک لڑکا اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا۔ زین خاصا ذہین تھا، مگر اُس کی ایک بڑی کمزوری تھی موبائل گیمز۔ جب بھی اُس کے ہاتھ میں موبائل آتا، وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا۔ اُس کی اس عادت کو دیکھ کر اس کے امی ابو نے اُس کے لیے ایک قانون بنایا کہ پہلے سکول کا تمام کام ختم ہوگا، پھر آدھے گھنٹے کے لیے گیم کھیلنے کی اجازت ملے گی۔

شروع میں تو زین اس اصول پر عمل کرتا رہا، لیکن رفتہ رفتہ کھیل کی دھن اُس پر اس قدر سوار ہوئی کہ اس نے آسان راستہ تلاش کرلیا: جھوٹ بولنا!

جب بھی اُس کا گیم کھیلنے کو دل چاہتا، وہ اپنی کاپیاں میز پر پھیلا کر بیٹھ جاتا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ معصوم سا منہ بنا کر امی کے پاس جاتا اور کہتا: ''امی! میں نے اپنا سارا ہوم ورک ختم کرلیا ہے اور کل کا سبق بھی یاد کرلیا ہے، کیا اب میں تھوڑی دیر کے لیے گیم کھیل سکتا ہوں؟'' امی، جو گھر کے کاموں میں مصروف ہوتیں، زین کی باتوں پر اندھا اعتبار کرلیتیں۔ وہ مسکرا کر اُسے موبائل دے دیتیں۔ زین دل ہی دل میں اپنی چالاکی پر خوش ہوتا کہ اُس نے بغیر محنت کیے اپنا من پسند کام کرلیا ہے۔ وہ کاپیوں پر ادھورے جملے لکھ کر چھوڑ دیتا اور کتابیں پڑھے بغیر بند کردیتا۔ دن گزرتے گئے اور زین کا یہ جھوٹ اس کی روزمرہ کی عادت بن گیا۔ روزانہ سکول سے آ کر وہ امی سے ایک نیا جھوٹ بولتا۔ کبھی کہتا کہ ٹیچر نے آج کوئی ہوم ورک نہیں دیا، تو کبھی کہتا کہ ''اس نے سکول کے فری پیریڈ میں ہی سارا کام مکمل کرلیا ہے''۔ امی اُن کی باتوں پر بھروسا کرتی رہیں، جبکہ زین کی کاپیاں اور ذہن دونوں خالی ہوتے جا رہے تھے۔ پھر وہ دن آیا جس کا خوف ہر اُس بچے کو ہونا چاہیے جو پڑھائی سے جی چرائے۔ سکول میں مڈٹرم کے امتحانات شروع ہونے والے تھے، لیکن امتحانات سے ایک ہفتہ پہلے استاد محترم نے کلاس میں داخل ہوتے ہی سرپرائز ٹیسٹ کا اعلان کردیا۔ انہوں نے تمام بچوں کو پرچے بانٹتے ہوئے کہا کہ اس ٹیسٹ کے نمبرز بھی سالانہ نتیجے میں شامل کیے جائیں گے۔

جب پرچہ زین کے سامنے آیا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ پرچے میں جتنے بھی سوالات تھے، وہ انہی اسباق سے تھے جن کا ہوم ورک زین نے کبھی نہیں کیا تھا اور جن کے بارے میں اُس نے اپنی امی سے جھوٹ بولا تھا کہ اس نے یاد کرلیے ہیں۔ زین نے پرچہ بار بار پڑھا، لیکن اُسے ایک سوال کا جواب بھی نہیں آتا تھا۔ وہ باقی بچوں کو تیزی سے لکھتے ہوئے دیکھتا رہا اور خود ٹھنڈے پسینے میں شرابور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ وقت ختم ہو گیا اور اسے خالی پرچہ استاد کے حوالے کرنا پڑا۔ دو دن بعد جب پرچے تقسیم ہوئے تو زین کو زیرو نمبر ملا۔ استاد نے اسے پوری کلاس کے سامنے کھڑا کیا اور کہا: ''زین! تم ایک ذہین بچے ہو، پھر یہ اتنی بری کارکردگی کیوں؟'' زین کے پاس شرمندگی سے سر جھکانے کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ اصلی امتحان تو ابھی باقی تھا۔ سکول ختم ہونے پر استاد نے پرچے پر امی کے دستخط لانے کی ہدایت کی۔ زین ڈرتے ڈرتے گھر پہنچا۔ جب اُس نے کانپتے ہاتھوں سے پرچہ اپنی امی کو تھمایا، تو امی کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔ لیکن انہیں زین کے فیل ہونے سے زیادہ اس بات کا دکھ تھا کہ ان کا بیٹا اتنے دنوں سے ان سے مسلسل جھوٹ بولتا رہا اور ان کا اعتماد توڑتا رہا۔ امی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر زین کا دل دہل گیا۔ انہوں نے پیار اور سختی کے ملے جلے انداز میں کہا: ''زین! اگر تم مجھے سچ بتا دیتے کہ تمہیں پڑھائی میں مشکل ہو رہی ہے، تو میں تمہاری مدد کرتی۔ لیکن تم نے جھوٹ بول کر نہ صرف اپنا نقصان کیا بلکہ میرا دل بھی دکھایا۔'' سزا کے طور پر زین کی پسندیدہ سائیکل اور موبائل فون تین مہینوں کے لیے بالکل ضبط کرلیے گئے، اور اُسے روزانہ شام کو امی کی نگرانی میں دو گھنٹے مسلسل پڑھائی کرنا پڑی۔ زین کو اپنے کیے پر شدید پچھتاوا تھا۔ اس نے رو کر اپنی امی سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ وہ زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔

اس واقعے نے زین کو ایک بڑا سبق سکھایا۔ اُسے سمجھ آ گیا کہ جھوٹ بول کر انسان وقتی طور پر تو فائدہ حاصل کرسکتا ہے اور دوسروں کو دھوکا دے سکتا ہے، لیکن آخر کار اُس کا انجام صرف شرمندگی، ندامت اور نقصان ہی ہوتا ہے۔ سچائی کا راستہ اگرچہ تھوڑا مشکل ہوتا ہے، لیکن وہی انسان کو عزت اور حقیقی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔

نتیجہ: جھوٹ ایک ایسا اندھیرا ہے جو انسان کے اپنے ہی مستقبل کو نگل لیتا ہے، جبکہ سچائی عزت اور کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

تقریب عطائے اسناد 2026ء

رجوع الی القرآن کورسز (سال اوّل و دوم)

مرتضیٰ احمد اعوان

رجوع الی القرآن کورسز سال اوّل و دوم کی اختتامی تقریب قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوئی جس کی صدارت صدر انجمن خدام القرآن لاہور محترم ڈاکٹر عارف رشید نے کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پارٹ ون کے طالب علم حافظ سید محبوب علی نے سورۃ الکہف کے آخری رکوع سے تلاوت کی اور پھر اس کا ترجمہ بیان کیا۔ کلیۃ القرآن کے طالب علم اسرار احمد نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ کورسز کے کوآرڈینیٹر محترم سجاد سندھو نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

استاد محترم حافظ مومن محمود نے ”طالب علم کون ہے؟“ کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے طالب علم کے فضائل کثرت سے بیان کیے ہیں کہ جو علم کی طرف چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ کھول دیتے ہیں اور اس کے لیے فرشتے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ یہ طالب علم ہے کون؟ ”مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ طالب علم وہ ہے کہ جس کے دل و دماغ میں ہر وقت علم کی تڑپ رہتی ہے اور وہ ہر وقت کسی نہ کسی علمی مسئلے کے بارے ہی میں سوچ بچار کرتا رہتا ہے۔ یعنی وہ علم سے سیر نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کہ طالب علم اور طالب دنیا کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ہمیں علم کو مشغلہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ دین کے احیا کے لیے علم حاصل کرنا چاہیے۔ آج کے دور میں علم کا مقصد عمل ہونا چاہیے۔ عمل اگر علم کے بغیر ہو تو فساد برپا ہوگا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس کا علم اسے فائدہ نہ دے۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا کے ذریعے بولنے والے زیادہ ہیں لیکن ان کے علم میں رسوخ کی بجائے سطحیت کا غلبہ ہے۔ علماء کا ادب نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ دوسروں پر تکفیر اور تفسیق کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ تمام علوم کو درجہ بدرجہ حاصل کر کے علوم عالیہ کی تحصیل کرنی چاہیے۔ تمام علوم کا مرکز قرآن مجید ہے۔ یعنی مقصد اللہ کی وحی کو سمجھنا ہے۔ مفسرین علوم عالیہ کی تحصیل کر کے قرآن کی تفسیر لکھتے تھے۔

استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے کتاب ریاض الصالحین کے مقدمہ کا مطالعہ کرواتے ہوئے کہا کہ بندوں کو اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اصل زندگی دنیا نہیں ہے بلکہ آخرت ہے۔ دنیا کی لذتوں کے پیچھے بھاگنا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ دنیا ختم ہونے والی ہے۔ اللہ کے نیک بندوں نے فتنوں کے اندیشے سے (یعنی مادیت پرستی) کو تج دیا تھا۔ حب الوطنی اصل جنت ہے۔ ہر مکلف کے لیے لازم ہے کہ وہ جنت کو حاصل کرنے کا اہتمام کرے۔ اس دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو اپنانا چاہیے۔ نیکی میں تعاون، زہد، نفس کی ریاضتوں سے اپنے اعضاء کو ہر طرح کے بیہودہ سے بچانا ہے۔ آج کے دور میں استاد سے تعلق اور کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کتاب ہی علم کا اصل سورس ہے۔ جس شخص کا علم کا سورس (سکرین) ہے وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ طلبہ نے جو علم بھی حاصل کیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانا ہے کیونکہ جو لوگ دوسروں کو خیر کی تعلیم دیتے ہیں ان کے لیے اللہ کی رحمتیں ہیں۔

کوآرڈینیٹر محترم سجاد سندھو نے دونوں کورسز کی سمری پیش کی۔ انہوں نے کہا سال اول میں 31 طلبہ نے داخلہ لیا جبکہ 21 طلبہ نے کورس کی تکمیل کی۔ استاد محترم مفتی ارسلان محمود نے پارٹ ون میں تجوید، حفظ اور فقہ العبادات، محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے مطالعہ حدیث، اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام، محترم فیاض قیوم نے عربی گرامر کی تینوں کتابیں پڑھائیں اور محترم آصف حمید نے عربی کلاسز کی نگرانی کی۔ محترم ذیشان اشرف نے عربی گرامر کلاس میں معاونت کی۔ محترم مومن محمود نے قرآنی سورتوں کی صرفی و نحوی ترکیب اور ترجمہ، محترم محمود حماد نے منتخب نصاب (مکمل) اور سیرت النبی ﷺ، محترم حافظ عاطف وحید نے معاشیات اسلام اور محترم ثاقب احمد نے قصص النبیین کی تدریس کی۔

اضافی محاضرات میں نائب ناظم شبان ختم نبوت مولانا شفیع الرحمان نے ”عقیدہ ختم نبوت“ ممبر شوریٰ شبان ختم نبوت مفتی سیف اللہ نے ”حیات عیسیٰ علیہ السلام“ اور مولانا سفیان غوری نے ”ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت“ پر لیکچرز دیے۔ امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے طلبہ سے ملاقات کی اور ان کے سوالوں کے جواب دیے۔

سال دوم میں 8 طلبہ نے داخلہ لیا تھا جبکہ 4 طلبہ نے کورس کی تکمیل کی۔ ڈاکٹر رشید ارشد نے مصطلح الحدیث اور ریاض الصالحین، مومن محمود نے عربی کی تفاسیر (تسہیل العلوم)، مفتی ارسلان محمود نے اصول الفقہ، نکاح و طلاق کے مسائل اور کاروبار سے متعلقہ مسائل و احکام، محترم ثاقب احمد نے عربی کا معلم (حصہ سوم و چہارم) اور محترم مکرم محمود نے الاربعین فی اصول الدین کی تدریس کی۔

اس کے بعد طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔

سال اوّل کے سی آر محترم ڈاکٹر فاروق اختر نے کہا کہ آج کا دن یادگار لمحات کا دن ہے۔ ہم نے دین کو سمجھنے اور اس کو اپنی زندگیوں پر نافذ کرنے کی کوشش کی۔ قرآن اور مسنون دعائیں سیکھیں تاکہ اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو سکیں۔ سال کے شروع میں یہ علمی سفر مشکل لگ رہا تھا لیکن اساتذہ نے بہتر راہنمائی کی۔ اساتذہ، کلاس فیلوز، خاندان اور والدین کا شکریہ جن کی دعاؤں اور تعاون سے آج کامیاب ہوئے ہیں۔ علم بڑی نعمت ہے لیکن اصل کامیابی اس پر عمل کرنے سے ہے۔ یہ سب ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

سال دوم کے طالب علم محترم سہیل احمد نے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں درود و سلام پیش کرنا چاہیے۔ آج کا دن شکر اور عزم کا دن ہے۔ اساتذہ کے سامنے بیٹھنے سے ہمیں اپنی جہالت کا احساس ہوا۔ دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز قرآن و سنت پر عمل کرنے سے ہے۔ اساتذہ نے بہت عمدہ راہنمائی کی۔ قرآن اکیڈمی میں ہمیں بہت بہتر ماحول میسر آیا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قبر کو نور سے منور فرمائے جنہوں نے اس ادارے کی داغ بیل ڈالی۔

صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور محترم ڈاکٹر عارف رشید نے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا لگایا ہوا یہ پودا ہے جس کے بطن سے

پورے پاکستان میں اکیڈمیز نے جنم لیا۔ الحمدللہ! عملی طور پر دیکھا جائے تو اس علم کو پھیلانے میں کراچی لاہور سے آگے ہے۔ امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ جس طرح اس کام کے لیے اپنی توانائیاں لگا رہے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ مسلسل اس مشن میں لگے رہے تاکہ لوگ قرآن سے جڑ سکیں۔ قرآن اکیڈمی کا یہ خطہ ارضی اسی غرض کے لیے ماڈل ٹاؤن میں لیا گیا تھا کیونکہ یہاں سے پنجاب یونیورسٹی قریب تھی۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے تھے کہ نوجوان طلبہ اس کام کے لیے آگے آئیں۔ ان کا نصب العین اقامت دین کی جدوجہد تھی اس کے لیے انہوں نے تنظیم اسلامی قائم کی۔ مجھے آپ لوگوں پر رشک آتا ہے۔ آپ کے والدین کی بہت بڑی قربانی ہے جن کی دعاؤں کے طفیل آپ لوگوں نے یہ علم حاصل کیا۔ آپ نے جو علم حاصل کیا اس پر خود عمل پیرا ہوں اور پھر اس کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کریں۔ ورنہ جو حاصل کیا ہے وہ ذہن سے محو ہو جائے گا۔

اس کے بعد طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ سال اول کے طلبہ میں محترم ڈاکٹر عارف رشید جبکہ سال دوم کے طلبہ میں محترم ڈاکٹر ابصار احمد نے اسناد تقسیم کیں۔

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور محترم حافظ عاطف وحید نے اپنے خطاب میں کہا کہ ان کورسز کا انعقاد بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ان کورسز میں شریک لوگوں نے اپنے قیمتی اوقات ہمیں دیے ہوتے ہیں لہٰذا ہماری کوشش ہوتی ہے کہ جو لوگ بھی یہاں سے فارغ ہوں وہ بامقصد علم لے کر جائیں۔ آج ہمیں سب سے پہلے اعلیٰ اور بہترین کلمات کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ میں اپنے اساتذہ کرام کا بہت ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے جذبہ، خلوص اور محنت کے ساتھ طلبہ کو پڑھایا۔ مجھے ان پر فخر ہے۔ اساتذہ کی کوئی دنیوی غرض نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس انفاق وقت کو قبول فرمائے۔ ان کے علم و فضل میں مزید اضافہ فرمائے۔ اور انہیں تاحیات اس ادارے کے ساتھ معاونت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں طلبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس انفاق وقت کو قبول فرمائے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہم سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آخر میں محترم مفتی ارسلان محمود کی دعا پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔ تقریب کے بعد تمام حضرات کے لیے ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے نقیب جناب حافظ محمد اسد قریشی کی طبیعت ناساز ہے۔ برائے بیمار پرسی: 0333-3551425

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

گوشہ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

انسدادِ سود کے لیے عملی اقدامات

4) ''کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی'' کو موثر بنانے کے لیے اس میں نسبتاً بڑے پیمانے پر ماہرین و علماء کو شامل کیا جائے اور انہیں اس کام کے لیے کل وقتی بنیاد پر مصروف کیا جائے۔ مزید برآں انہیں وسیع تر اختیارات دیے جائیں تاکہ وہ انسدادِ سود کے عمل کی نگرانی بہتر طریق پر کر سکیں۔

5) حکومتی قرضوں کو کم کرنے کے لیے بجٹ کے خسارے کو کم کیا جائے اور اس کے لیے اخراجات میں کمی اور ٹیکسوں کے نظام کو مستعد اور حقیقت پسندانہ بنایا جائے۔

6) عدالتی نظام کو موثر اور مستعد بنایا جائے اور عام افراد کو سودی مقدمے ختم کرانے کے لیے عدالتوں میں جانے کی اجازت ہو۔ اس کے لیے سود کو ختم کرنے کی ضروری عدالتی ترمیمات درکار ہوں گی۔ یہ عمل سود کے خاتمے کے لیے built-in mechanism مہیا کرے گا۔

7) نئے ادارے وجود میں لائے جائیں جن کے تحت شرعی طور پر جائز تجارتی لین دین کیا جا سکے۔

8) چونکہ سرمایہ یا نقد پر ''ربا'' کی لعنت کو بالکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک زراعت کو بھی ''ربا'' سے پاک نہ کر دیا جائے لہٰذا جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری میں سے بھی غیر اسلامی عنصر کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کا آغاز کیا جائے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1560 دن گزر چکے!

دین کے صحیح تقاضوں کو واضح کرنے کے ضمن میں ڈاکٹر صاحبؒ کی ایک تحریر اور ایک تقریر پر مشتمل

راہِ نجات

سُورۃُ العصر کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمد

اشاعت خاص 150 روپے
اشاعت عام 100 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36 کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور، 0301-1115348

تنظیم اسلامی شعبہ خواتین لاہور کا ششماہی اجتماع

رپورٹ: حلقہ خواتین، قرآن اکیڈمی لاہور

تنظیم اسلامی شعبہ خواتین کا ششماہی اجتماع برائے معاونات، مدرسات، سینئر رفیقات اور (تنظیم میں شمولیت اختیار کرنے والی) نئی رفیقات 16 مئی 2026 کو خواتین ہال قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا، جس میں رفیقات نے بھرپور شرکت کی۔ ششماہی اجلاس میں چونکہ 6 ماہ کی کارکردگی کا جائزہ، کرنے کے کام اور اسلوب کار کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس لیے خواتین سنجیدگی سے ناظمات اور معاونات کو سننے کے لیے آتی ہیں تا کہ ان کی نصیحات کو من کر عمل پیرا ہوسکیں۔ 09:30 بجے صبح اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت محترمہ سنعیہ نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ الفرقان کی آیات 63 تا 77 کی تلاوت کی۔

اس کے بعد نعت رسول مقبول محترمہ طوبیٰ احمد نے پیش کی۔ اس کے بعد امۃ المعطی صاحبہ نے بانی محترمؒ سے غیر معمولی عقیدت کے حوالے سے وضاحت کی، کہ ان سے محبت اور عقیدت ہونا بجا ہے لیکن عقیدت میں اعتدال سے ہٹ جانا مناسب نہیں ہے۔ وہ بھی بندہ بشر تھے، معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ ان سے بھی غلطی کا امکان ہے، خاص طور پر فقہی معاملات میں فتویٰ دینے سے وہ ہمیشہ اجتناب کرتے تھے۔ لیکن اب سوشل میڈیا ان کے حوالے سے فقہی مباحث کو بھی نمایاں کر رہا ہے، اس لیے ہم سب کو ان کی مغفرت کے لیے اور درجات کی بلندی کی دعا کرنی چاہیے۔ اس ضمن میں بانی محترمؒ کی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ ہم نے ان سے سیکھا ہے کہ کسی کی محبت میں اتنا آگے نکل جانا کہ بس اسی کی بات کو درست سمجھا جائے، اور اختلاف کی گنجائش نہ رکھی جائے۔ ”شرک فی المحبت“ کے ذیل میں آتا ہے۔ یہی بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی کہ ”تیرا کسی شے سے محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔“ اس ضمن میں ہمیں اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنا قبلہ درست رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حدیث مبارکہ ((”يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ“)) (رواہ ترمذی) ”اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ اکیلا جہنم میں ڈالا جائے گا۔“ کے حوالے سے ہمیں مغالطہ ہوجاتا ہے کہ شاید کسی بھی جماعت سے نکلیں گے تو آگ ٹھکانہ ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد مجموعی طور پر امتِ مسلمہ ہے اور بانی محترمؒ بھی اسی موقف کے حامل تھے۔ ہمیں یہ بھی مغالطہ لگتا ہے کہ جو مدارس میں پڑھا رہے ہیں یا جو لوگوں کو ناظرہ قرآن یا ترجمہ پڑھا رہے ہیں وہ دین کا کام نہیں کر رہے حالانکہ یہ سب بھی دین کا کام ہے۔

اس کے بعد تنظیم اسلامی کی سینئر رفیقہ کوثر باجی صاحبہ نے بیعت کی اہمیت اور تنظیم اسلامی کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں ماں کا کردار دعوت و اصلاح خاندان میں بہت ضروری ہے۔ مسلمان ماں کو اپنے دائرہ کار میں بیک وقت تکبیر رب بھی کرنی ہے، شہادت علی الناس بھی کرنا ہے۔ الاقرب فالاقرب کی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے، اقامت دین بھی کرنا ہے۔ بیعت کے بعد کون کون سی پابندیاں ایک مسلمان عورت پر لگیں گی۔ انہوں نے خواتین مشاہیر اسلام کے کارنامے بھی بیان کیے۔ اسلام کی پہلی حافظہ خاتون کا ذکر کیا، پہلی شہیدہ خاتون اور ام المساکین حضرت خدیجہ ؓ کا بھی ذکر کیا اور مسلمان عورتوں کو تلقین کی کہ زندگی رب کی رضا میں گزاریں۔ انہوں نے دینی محافل میں شرکت کو اللہ سے محبت کا مظہر قرار دیا۔ اقامت دین کے زمرے میں انہوں نے خواتین کو آگاہ کیا کہ اپنے آپ کو بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ۔

اس کے بعد سینئر معاونہ شہلا اظہر صاحبہ نے اسرہ میں پڑھائی کا طریقہ کار بیان کیا۔ ان کے بیان کا اہم پہلو یہ تھا کہ ہر شخص کو جواب دہی کا احساس ہونا چاہیے، اپنے اسرہ کو دعا، اخلاص، جذبہ اور برکت کے ساتھ منعقد کریں اور اسرہ کے لٹریچر کو مذاکرہ کے طور پر منعقد کریں تا کہ ہر رفیقہ کے ذہن تک نصاب کی رسائی ہو۔ اپنے لیے عزیمت اور دوسروں کے لیے رخصت کا اصول رکھنا چاہیے۔

اس کے بعد فیروزہ کلیم صاحبہ نے اسرہ کے مقاصد پر روشنی ڈالی کہ اسرہ میں فردی تربیت ہونی چاہیے۔ صبر اور اخلاص کے ساتھ فرداً فرداً مسائل کو حل کرنا چاہیے۔ اگر اسرہ کی رفیقات میں کمی ہے تو اپنی تربیت کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ ہر لمحہ اس حقیقت کو مدنظر رکھیں کہ ہم سب نے اپنے رب کے پاس اکٹھا ہونا ہے، اس لیے ہر عمل کو اخلاص کے ساتھ انجام دیں۔ تربیت اور ماحول اگر درست ہوں تو راستہ آسان ہوجاتا ہے اور مجاہدہ کرنا بھی آسان ہوجاتا ہے۔ اپنی ساتھیوں کی خبرگیری اخلاص کے ساتھ کریں۔ اجتماعیت میں دین پر عمل پیرا رہنا آسان ہوتا ہے۔ معاونہ کے لہجے میں اپنی رفیقات کے لیے نرمی اور اخلاص ہونا چاہیے۔ نرمی ہمیشہ خیر لاتی ہے۔ مسلمان عورت کے لیے رول ماڈل صحابیات ؓ ہیں۔ اپنی انا کو محدود کریں۔ عاجزی پیدا کریں اور ہر لمحے سیکھنے کی آرزو رکھیں۔ اپنے تجربات کو اسرہ میں ضرور ڈسکس کریں تا کہ دوسروں کی رہنمائی ہوسکے۔

امۃ المحسن صاحبہ نے خواتین کے نظام العمل کتابچہ کا دوبارہ مطالعہ کروایا تا کہ خواتین کے ذہن میں ان کے فرائض تازہ ہوجائیں۔ انہوں نے اس پروگرام کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ ششماہی پروگرام دو سال بعد منعقد ہو رہا ہے۔ اس سے قبل 25 مئی 2024 کو ہوا تھا۔ معاونات اور مدرسات کے لیے تربیتی اعتبار سے یہ پروگرام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ پروگرام ہر 6 ماہ بعد منعقد ہوجایا کرے۔ انہوں نے بتایا کہ اگرچہ ہماری تنظیم کا یہ مزاج نہیں ہے کہ خواتین کے بڑے بڑے پروگرامز منعقد کیے جائیں۔ تاہم یہ ششماہی پروگرام چونکہ تربیتی ہے اس لیے اس کے انعقاد کے لیے مردوں کی طرف سے بھرپور تعاون رہا۔ رفیقات و مدرسات کے اوصاف اور ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اقامت دین کی منزل کو کھول کر بیان کیا گیا۔ اپنا جائزہ لیں کہ ہم ان ذمہ داریوں کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں۔ خواتین دینی ماحول میں رہ کر مردوں کی اطاعت کے اندر دینی فرائض کو سرانجام دیں۔ اپنا جائزہ لیں کہ ہم کن چیزوں پر وقت لگاتے ہیں۔ اسرہ میں باہم مشورہ سے پروگرام منعقد کریں، نئی رفیقات باقاعدگی سے ماہانہ رپورٹس دیں تا کہ اپنے فرائض کے معاملے میں بہتری لاسکیں اور ان کی معاونات اس ضمن میں بہت محبت سے ان کی رہنمائی کریں۔

اگلے ششماہی پروگرام میں نظام العمل کا بہت اچھی طرح مطالعہ کر کے آنے کی تاکید کی اور یہ بھی بتایا کہ معاونات اور سینئر رفیقات سے اس بارے میں زبانی ٹیسٹ لیا جائے گا۔ اس کے علاوہ معاونات اور مدرسات سے منتخب نصاب برائے خواتین حصہ سوم، ”مباحث عمل صالح“ کا پہلا مقام سورہ البقرۃ (آیات 222 تا 237) کا تحریری ٹیسٹ لیا جائے گا۔

ایک سینئر رفیقہ تنظیم اسلامی جو 25 سال سے ہوم سکولنگ کر رہی ہیں، انہوں نے اس کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ لاڈ میں بگاڑ ہے اور تربیت میں پیار ہے۔

اس کے بعد امۃ المعطی صاحبہ نے نئی آنے والی رفیقات کو اپنے تعارف کے لیے بلایا۔ تنظیم میں خواتین کی شمولیت کی تعداد بڑھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

پروگرام کا اختتام ناظمہ عالیہ صاحبہ کی دعا کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

امیر محترم کا دعوتی دورہ حلقہ کراچی وسطی

امیر محترم کے دعوتی دورہ حلقہ کراچی وسطی کا آغاز 24 جولائی 2026ء سے ہوا۔ نماز مغرب کے بعد قرآن اکیڈمی جوہر کے پلاٹ پر نوجوان رفقاء و احباب سے ملاقات و سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس نشست میں لگ بھگ 300 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ امیر محترم نے اپنی گفتگو میں ایمان کی اہمیت اجاگر فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اپنی زندگی قرآن مجید کی ہدایات و رہنمائی میں گزارنی چاہیے۔

25 جولائی 2026ء کو 8 علمائے کرام نے امیر محترم سے قرآن مرکز سالکین بسیرا میں ملاقات کی۔ امیر محترم نے ملاقات کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ علمائے کرام سے مسلسل ملاقاتوں کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ الحمدللہ لگ بھگ 250 فارغ التحصیل درس نظامی علمائے کرام نے تنظیم اسلامی میں بیعت کی سعادت حاصل کی ہے۔

25 جولائی 2026ء بعد نماز عشاء RCD گراؤنڈ سعود آباد ملیر میں عوامی خطاب فرمایا۔ بعد نماز عشاء ''فریضۂ شہادت حق'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ یکم محرم الحرام کو سیدنا عمر فاروق ؓ کی شہادت باسعادت ہے۔ 18 ذوالحجہ کو حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت ہے۔ 21 رمضان المبارک کو سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی شہادت کا ذکر آتا ہے۔ احد کے 70 شہداء کا ذکر ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک میں کم و بیش 269 صحابہ کرام ؓ نے دین کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پھر یہ کہ 10 محرم الحرام کو نواسۂ رسول حضرت حسین ؓ کی شہادت ہوئی۔ البتہ شہادت کا لفظ وسیع تر معنوں میں اُمت کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ فریضۂ شہادت حق کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنی انسانیت کی تاریخ پرانی ہے۔ زمین پر حاکمیت صرف اللہ کی ہوگی۔ آج ہمارے مسائل ختم ہونے کی بجائے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم بحیثیت قوم بالخصوص معاشرتی، معاشی اور سیاسی گوشوں میں اللہ کا حکم ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے ہر عمل سے حق کی شہادت دینی ہے اور ہر سطح پر اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر ہم اللہ کے کاموں میں لگ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں آسانی فرمادے گا۔ ان شاء اللہ!

امیر محترم نے ان سب ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس محفل کو سجانے میں تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اٹھنا قبول فرمائے اور علم نافع و عمل صالح عطا فرمائے۔ آمین!

نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی جناب سید نعمان اختر، امیر حلقہ جناب خالد محمود اور راقم بھی اس پروگرام میں موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام رفقاء کی محنتوں و کاوشوں اور امیر محترم اور دیگر اکابرین کے انفاق اوقات کو مقبول و منظور فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: عمر بن عبدالعزیز، ناظم نشر و اشاعت حلقہ کراچی وسطی)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

05 جولائی 2026ء کو حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے سہ ماہی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ یہ اجتماع مرکز حلقہ میں صبح 8 سے دوپہر 2 بجے تک جاری رہا۔ اجتماع کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض امیر مقامی تنظیم پشاور شہر محترم کاشف منیر نے ادا کیے۔ اس اجتماع میں تقریباً 135 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز محترم قاری انعام الحق کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ النور کی آیات 35 تا 40 کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ و مختصر تشریح بیان کی۔ اس کے بعد محترم عبدالناصر صافی نقیب اسرہ مقامی تنظیم پشاور غربی نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ (ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ) حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کو 'وہن' کی بیماری لاحق ہو جائے گی۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ یہ وہن کیا ہوتا ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا سے محبت اور موت سے ڈر۔ آج 58 مسلم ممالک ہیں لیکن سب کفار کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے دلوں میں دنیا کی محبت ہے اور انہیں موت سے خوف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بیماری سے بچائے رکھے اور ہماری حفاظت فرمائے۔ درس حدیث کے بعد امیر حلقہ محترم محمد آصف سلاج نے رفقاء و احباب کے اجتماع میں شرکت پر شکریہ ادا کیا اور ان کے حق میں دعائیہ کلمات ادا کیے۔

امیر حلقہ نے نئے مرکز حلقہ کی تعمیر کا بھی ذکر کیا، کہ الحمدللہ! نئے مرکز حلقہ کی تعمیر کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ مالی انفاق کی بھی ضرورت ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں رفقاء کو ترغیب و تشویق دلائی کہ وہ اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیں، جو ان کے لیے توشۂ آخرت ہوگا۔ ان شاء اللہ! انہوں نے ان رفقاء کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا جو اس مرکز کی تعمیر میں اپنا مالی اور جانی انفاق کر رہے ہیں۔

اس کے بعد امیر مقامی تنظیم نوشہرہ محترم قاضی فیصل ظہیر نے ''ہم اور ہمارا گھر، گھریلو اسرہ کی اہمیت'' پر خطاب کیا اور سلائیڈز کی مدد سے شرکاء کو اہم نکات سمجھائے۔ اپنی گفتگو کے دوران فرمایا کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد مضبوط خاندان پر قائم ہے۔ اس نشست میں گھر کے ماحول کو دینی، اخلاقی اور تربیتی اعتبار سے بہتر بنانے، اہل خانہ کے حقوق ادا کرنے اور محبت و تعاون کو فروغ دینے پر گفتگو کی گئی اور عائلی زندگی میں تعلق مع اللہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔

اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ محترم حبیب الرحمٰن نے ''نظام دعوت (انفرادی دعوت کی اہمیت)'' پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکمت، محبت اور حسن اخلاق کے ساتھ لوگوں تک اللہ کے دین کا پیغام پہنچائے۔ انہوں نے انفرادی دعوت کے مؤثر طریقوں اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ایک انقلابی تحریک کے لیے انفرادی دعوت کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے بعد نائب امیر مقامی تنظیم مردان محترم ارشد علی نے ''مقام عظیمت اور حکمت قرآنی کی اساسات (سورۃ لقمان کی دوسرے رکوع کی روشنی میں)'' پر خطاب کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی، اخلاص، تقویٰ، اطاعت اور قرآن کی حکمتوں کو سورہ لقمان کی منتخب آیات کی روشنی میں سلیس انداز سے بیان کیا اور ان آیات کو سمجھنے پر زور دیا تاکہ انسان اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھال سکے۔ اس کے بعد چائے اور باہمی تعارف کے لیے وقفہ کیا گیا اور شرکاء نے ایک دوسرے کا تعارف حاصل کیا۔

چائے کے وقفے کے بعد امیر مقامی تنظیم پشاور صدر محترم امتیاز علی نے ''اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف (سورۃ شوریٰ آیت نمبر 36 تا 43 کی روشنی میں)'' بیان کیے۔ انہوں نے ایسے مومنین کی صفات بیان کیں، جو اللہ کے دین کی اقامت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ عباد الرحمٰن کہلاتے ہیں۔ ایسے لوگ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں، عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، مشورے سے کام کرتے ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ظلم کے خلاف حق پر قائم رہتے ہیں۔

سہ ماہی اجتماع کے آخری مقرر ناظم دعوت حلقہ محترم فضل باسط نے ''مہلکات اجتماعیت۔ حقیقت نفاق و نجویٰ کی روشنی میں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے اُمت مسلمہ کے اتحاد، اخلاص ایمان، نفاق کی علامات، دین سے دوری کے اسباب اور اصلاح نفس کی ضرورت پر گفتگو کی۔ دعا پر سہ ماہی اجتماع کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

تنظیمِ اسلامی کا پیغام — خلافتِ راشدہ کا نظام

بانیٔ تنظیم
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

امیرِ تنظیم
شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

ملک گیر آگاہی مہم
امتِ مسلمہ کی حالتِ زار اور راہِ نجات

The Message of Tanzeem-e-Islami The System of The Rightly Guided Caliphate.	Resolution of Kashmir and Palestine Issues Lies in The Unity of The Ummah.
The Main Cause of The Ummah's Subjugation is "Love of the world and Dislike of Death". (Sunan Abi Dawud)	The Struggle for Prevalence of Islam is The Very Means of Attaining Allah's help
Islam's "Just World Order", Not The "New World Order" is The Need of The Hour.	Understand The Qur'an, Act upon it, and Fashion Your Life Accordingly.
The Collusion of Israel, America and India A Satanic Triad Against Muslims.	Remember The Oppressed Muslims of Palestine Who Stand Targeted by The Zionists

تنظیمِ اسلامی

www.tanzeem.org

یادِ رفتگاں

سلیم صدیقی مرحوم کی رحلت

طارق نعیم

آج بروز بدھ، 15 جولائی 2026 ہمارے دل بے حد سوگوار ہیں۔

ہم سے ایک ایسا دیرینہ رفیقِ تنظیم بچھڑ گیا ہے جس نے اپنی پوری زندگی اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے محبت اور اخلاص کے جذبے سے وقف کر رکھی تھی۔

جنہوں نے فرائضِ دینی کو شعوری طور پر سمجھنے کے بعد اپنے آپ کو سمع و طاعت کا خوگر اور تحریکی نظم پر کاربند رہنے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔

شہر کے ہر خطے، ہر کونے اور ہر طبقے میں "شہادت علی الناس" کے کام میں مصروف رہنے والے یہ 85 سالہ بزرگ، جسمانی آزمائشوں کے باوجود نہ دن دیکھتے تھے نہ رات، نہ سردی نہ گرمی۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ ایک ہلکی سی پُرنور مسکراہٹ سجی رہتی۔ ادائیگی فرائض کے شوق سے وہ ہر دم جوان نظر آتے۔

دورانِ تربیت جب "رفیق کے مطلوبہ اوصاف" پڑھائے جاتے تو آنکھوں کے سامنے جو آئیڈیل رفیقِ تنظیم کی شبیہ ابھرتی، وہ بالکل اُن پر صادق آتی تھی۔

یہ تھے حلقہ پنجاب شمالی، واہ کینٹ کے محترم محمد سلیم صدیقی۔

ان کے ساتھ مجھے 23،22 سال رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ اس دوران وہ کبھی میرے نقیبِ اسرہ، کبھی مقامی امیر، کبھی ناظمِ دعوت اور کبھی ایک عام رفیق کی حیثیت سے رہے۔ میں نے انہیں ہر زاویے سے ہمیشہ اعلیٰ، مثالی اور قابلِ تقلید پایا۔

وہ بلند اخلاق و کردار کے مالک، بہترین مربی و مزکی تھے۔ دوسروں کی کڑوی کسیلی باتوں پر بھی صبرِ جمیل کا مظاہرہ کرنے والے، عالی مرتبت انسان تھے۔

جولائی کے تپتے موسم میں نمازِ جنازہ ادا کی۔ جنازہ کے دوران آسمان سے گرتی ہلکی پھوار اور سلیم صدیقی صاحب کا اجلا پُرنور چہرہ بھی گویا اس خصوصی فضل و کرم کی گواہی دے رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند و بالا مقام عطا فرمائے، ہمیں بھی دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین!

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتِ حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ میں جاری اسرائیلی جارحیت کے باوجود حالات معمول پر آنے کے تاثر کی تردید کے لیے "انہوں نے آپ سے جھوٹ بولا" کے عنوان سے ڈیجیٹل مہم شروع کی گئی ہے۔ مہم کے ذریعے دنیا کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ لاکھوں فلسطینی اب بھی بمباری، بھوک، بے گھری اور طبی سہولیات کی شدید قلت کا سامنا کر رہے ہیں۔
- الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق اسرائیلی فوج نے دیر البلح میں مزید پیش قدمی کرتے ہوئے بفر زون کو وسعت دے دی ہے، جس کے بعد غزہ کا تقریباً 65 فیصد علاقہ سخت فوجی کنٹرول میں آ چکا ہے۔ اس پیش رفت سے لاکھوں بے گھر فلسطینی محدود علاقے میں محصور ہو گئے ہیں جبکہ زرعی زمینیں، امدادی مراکز، اسکول اور بنیادی سہولیات بھی متاثر ہوئی ہیں۔
- اسرائیلی وزیر برائے ورثہ عمیحائے الیاہو نے کہا ہے کہ غزہ پر دوبارہ مکمل کنٹرول حاصل کرنا اور وہاں اسرائیلی بستیاں قائم کرنا، اُن کا حتمی ہدف ہے۔ دوسری جانب حماس کے سیاسی سربراہ ڈاکٹر خلیل الحیہ نے کہا ہے کہ اسرائیل نے مذاکرات کو ناکام بنانے کے لیے حملوں میں جان بوجھ کر شدت پیدا کی، تاہم فلسطینی عوام کو باوقار زندگی دلانے تک جدوجہد جاری رہے گی۔
- مغربی کنارے میں اسرائیلی آبادکاروں کے حملوں میں آٹھ فلسطینی زخمی ہوئے جن میں چھ افراد کو براہِ راست گولیاں لگیں۔ نابلس میں شیخ فاروق رمضان نے اسرائیلی اہلکار سے اسلحہ چھین کر مزاحمت کی مثال قائم کی اور بعد ازاں شہید ہو گئے۔ قلندیا کیمپ میں اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے ایک کم عمر لڑکا زخمی ہوا جبکہ ایمبولینس کو اس تک پہنچنے سے بھی روک دیا گیا۔ اسی دوران نابلس کی چیک پوسٹوں پر رکاوٹوں کے باعث دو فلسطینی خواتین نے گاڑیوں ہی میں بچوں کو جنم دیا ہے۔ اسرائیلی فوج نے شمالی غزہ کے قصبہ جبالیہ کے علاوہ یمنی السعید اسپتال، غزہ شہر کے محلہ الزیتون اور دیگر علاقوں پر حملے کیے، جن میں متعدد افراد زخمی جبکہ مختلف حملوں میں تین بچوں سمیت کم از کم پانچ فلسطینی شہید ہوئے۔ وزارتِ صحت کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے شہداء کی مجموعی تعداد 73326 سے تجاوز کر گئی۔ غزہ کا طبی نظام شدید دباؤ کا شکار ہے جبکہ متعدد شہداء اب بھی ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔
- تازہ سروے رپورٹس کے مطابق سابق آرمی چیف گیڈی ایزنکوٹ کی جماعت کو نیتن یاہو کی لیکود پارٹی پر برتری مل رہی ہے، تاہم تجزیہ کاروں کے مطابق فلسطین کے بارے میں دونوں رہنماؤں کی بنیادی پالیسی میں کوئی واضح فرق موجود نہیں اور فلسطینی عوام کے حقوق بدستور اسرائیلی سیاسی ایجنڈے سے غائب ہیں۔
- امریکی صحافی ایناکیپرین نے اسرائیلی جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ مبینہ اجتماعی جنسی زیادتی کے واقعات پر شدید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسے نظام کو امداد دینا اور اس کی مدد کرنا باعثِ شرم ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **فلسطین: سبسطیہ عالمی ثقافتی ورثہ قرار:** مقبوضہ مغربی کنارے کے شہر نابلس سے تقریباً 10 کلومیٹر شمال مغرب میں واقع قدیم تاریخی بستی سبسطیہ جو تقریباً تین ہزار سال پرانی تہذیبوں کے آثار کی حامل ہے کو یونیسکو نے عالمی ثقافتی ورثہ قرار دے دیا۔ غزہ میں اسرائیلی جارحیت جنگ بندی کے باوجود جاری رہی، متعدد فلسطینی شہید و زخمی ہوئے جبکہ مغربی کنارے میں اسرائیلی آبادکاروں نے دو مساجد کو نذرِ آتش کر دیا اور فلسطینیوں، صحافیوں اور نمازیوں پر حملے کیے۔ مسجد اقصیٰ میں دو ہزار سے زائد آبادکاروں کے داخلے، اشتعال انگیز مذہبی رسومات اور اسرائیلی پابندیوں پر فلسطینی حکام نے شدید احتجاج کیا۔ پاکستان سمیت آٹھ اسلامی و عرب ممالک نے مسجد اقصیٰ میں اسرائیلی اقدامات کی مشترکہ مذمت کی۔ حماس کے نو منتخب سربراہ خلیل الحیہ نے کہا کہ فلسطین میں امن کے بغیر مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن ممکن نہیں۔ اسرائیلی وزارت دفاع کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا کہ اسرائیلی وزیر دفاع نے حکم دیا کہ جنین، طلکرم اور نورشمس کی طرح ایک اور فلسطینی پناہ گزین کیمپ پر قبضے کے لیے تیار رہیں جبکہ اسرائیلی ٹی وی چینل سے گفتگو میں کہا کہ اسرائیل ایران کے توانائی کے مراکز کو نشانہ بنانا چاہتا ہے لیکن امریکہ اس منصوبے سے متفق نہیں۔
- **ایران: میناب اسکول کے بچوں کی اجتماعی تدفین:** امریکی حملے میں شہید ہونے والے میناب اسکول کے بچوں کی اجتماعی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد جنازے شہر کی سڑکوں سے گزارے گئے اور پھر میناب کے بریدہ قبرستان میں تدفین کی گئی۔ ایران نے سعودی عرب اور یمن کے تنازع کے فوجی حل کو مسترد کرتے ہوئے مذاکرات کی حمایت کی ہے، جبکہ وزیر تیل نے دورانِ جنگ اربوں ڈالر مالیت کا تیل فروخت کرنے کا دعویٰ کیا۔ سپریم لیڈر نے حزب اللہ کی حمایت کو ایران کی تزویراتی پالیسی کا حصہ قرار دیتے ہوئے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مزاحمت جاری رکھنے پر زور دیا ہے۔ ایران نے اپنے اندرونی معاملات میں مبینہ مداخلت پر فرانسیسی سفیر کو طلب کر کے شدید احتجاج ریکارڈ کرایا۔
- **یمن: آرامکو تنصیبات پر حملوں کی ذمہ داری قبول:** حوثیوں نے سعودی عرب کے شہروں ینبع اور جازان میں آرامکو تنصیبات پر میزائل اور ڈرون حملوں کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔ ادھر سعودی عرب نے تمام حملے ناکام بنانے کا دعویٰ کیا جبکہ اقوام متحدہ اور عمان دونوں فریقوں کو دوبارہ مذاکرات کی میز پر لانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔
- **بنگلہ دیش: صدر محمد شہاب الدین مستعفی:** صدر محمد شہاب الدین نے طبی وجوہات کی بنا پر استعفیٰ دے دیا ہے۔ ادھر جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے رکن پارلیمنٹ غازی نذر الاسلام کو مبینہ طور پر دوسری شادی کے تنازع پر پارٹی سے خارج کر دیا ہے جبکہ دارالحکومت ڈھاکہ میں گیس کی قلت سے فلنگ اسٹیشنوں پر طویل قطاریں لگ گئیں۔
- **اقوام متحدہ: سیکرٹری جنرل کا انتباہ:** اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے خبردار کیا ہے کہ مشرق وسطیٰ تیزی سے ایک ایسے خطرناک موڑ کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے نتائج عالمی امن کے لیے بھی انتہائی سنگین ثابت ہو سکتے ہیں۔
- **برطانیہ: بادشاہ کا یورپ کی پہلی ماحول دوست مسجد کا دورہ:** برطانیہ میں گزشتہ ایک برس کے دوران مساجد پر 70 نفرت انگیز حملوں اور آتش زنی کے واقعات رپورٹ ہوئے، جس پر مسلم تنظیموں نے سیکیورٹی اقدامات بڑھانے کا مطالبہ کیا۔ جبکہ شاہ چارلس نے یورپ کی پہلی ماحول دوست کیمبرج سینٹرل مسجد کا دورہ کیا اور اس کے کردار کو سراہا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

بیت اللہ چیریٹیبل فاؤنڈیشن

قائم شدہ 2025ء

بارش اور وضو کے پانی کا مؤثر استعمال: مسجد عائشہ صدیقہؓ کا مثالی منصوبہ

پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ہم نے ہر زندہ چیز پانی سے پیدا کی۔ (سورۃ الانبیاء، 30) الحمد للہ! آپ کی فاؤنڈیشن کی **جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ، سمارٹ ٹاؤن لاہور** میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارش کے پانی اور وضو کے استعمال شدہ پانی کو محفوظ کر کے ریچارج ویل (Recharge Well) کے ذریعے دوبارہ زمین میں پہنچانے کا کامیاب نظام اکتوبر 2022ء سے چل رہا ہے۔ یہ ایک ماحول دوست اور پانی کے تحفظ کا عملی منصوبہ ہے، جس سے پانی ضائع ہونے کے بجائے زیرِ زمین ذخائر میں واپس چلا جاتا ہے۔

بارش کے پانی کی بچت

مسجد کا رقبہ 10 مرلہ/250 مربع گز ہے اور چھت کا رقبہ تقریباً 253 مربع میٹر ہے لاہور میں سالانہ اوسطاً بارش تقریباً 700 ملی میٹر ہوتی ہے بارش ہونے کی صورت میں مسجد عائشہ کی چھت پر سالانہ تقریباً 177,000 لیٹر بارش کا پانی گرتا ہے۔ فلٹریشن اور معمولی ضیاع کے بعد تقریباً 165,000 لیٹر پانی محفوظ کر کے زمین میں واپس پہنچایا جا رہا ہے۔

وضو کے پانی کی بچت

مسجد عائشہ میں روزانہ اوسطاً 150 نمازی وضو کے لیے پانی استعمال کرتے ہیں، اگر ایک نمازی اوسطاً 3 لیٹر پانی استعمال کرے تو سالانہ 164,250 لیٹر بنتا ہے۔ یہ تمام پانی بھی ریچارج ویل کے ذریعے زمین میں واپس پہنچایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر تقریباً ***ساڑھے تین لاکھ لیٹر*** پانی ہر سال زیرِ زمین واپس پہنچایا جا رہا ہے۔

اس منصوبے کے نمایاں فوائد

✓ زیرِ زمین پانی کی سطح (water table) بہتر ہوتی ہے۔ ✓ ٹیوب ویلوں کے خشک ہونے کا خدشہ کم ہوتا ہے۔ ✓ بارش کا قیمتی پانی ضائع نہیں ہوتا۔ ✓ گلیوں اور سڑکوں پر پانی جمع ہونے میں کمی آتی ہے۔ ✓ مساجد ماحول دوست (Eco-Friendly) اداروں کی عملی مثال بنتی ہیں۔ ✓ آنے والی نسلوں کے لیے پانی کا ذخیرہ محفوظ ہوتا ہے۔

پاکستان کی پہلی اقتصادی مردم شماری 2023ء کے مطابق پاکستان میں تقریباً 6 لاکھ (600,000) مساجد موجود ہیں۔ اگر پاکستان کی 10 مرلہ/250 مربع گز کے سائز کی صرف 10,000 مساجد ایسا نظام اختیار کرلیں تو ہر سال تقریباً ***ساڑھے تین ارب لیٹر*** سے زائد پانی زمین میں واپس پہنچایا جا سکتا ہے۔ اگر مدارس، اسکول، گھروں تجارتی مراکز، شاپنگ مالز، فیکٹریوں نجی اور سرکاری عمارتوں میں بھی یہ نظام رائج ہو جائے تو پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں سے ممکنہ طور پر اور مستقبل کے پانی کے بحران سے بچا جا سکتا ہے

پانی بچایئے، زمین کو زندہ رکھیے، اور آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ بنایئے

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کی قدر کرنے، اسراف سے بچنے اور پانی کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اہم بات: اس منصوبے میں تکنیکی رہنمائی حاصل کرنے کے لیئے ہم سے بذریعہ ای میل یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں

اس فاؤنڈیشن کا قیام کمپنیز ایکٹ 2017، سیکشن 42 کے تحت غیر منافع بخش منظور شدہ ادارہ عمل میں لایا گیا ہے۔ لائسنس نمبر 0299500
پنجاب چیریٹی کمیشن گورنمنٹ آف پنجاب سے منظور شدہ ادارہ۔ رجسٹریشن نمبر PB848541301934400 نیشنل انکم ٹیکس نمبر G 988546

مرکزی دفتر مسجد عائشہ ؓ، سمارٹ ٹاؤن، نزد ای 5 بلاک، انجینئرز ٹاؤن، سیکٹر اے، ڈیفنس روڈ، لاہور
baitullah.foundation11@gmail.com
0317 4630894

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت
KLINIT
Multi Action Power Magic
Detergent Powder
1kg
DELIVERY ALL OVER PAKISTAN
میرا با اعتماد انتخاب
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
Whiff
Two in One Action
Detergent Powder
Cleans + Disinfects
Let your Clothes Smile!
1kg
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.29

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore